ان الدین عند اللہ الاسلام

ہفت روزہ

لاہور

ترجمانِ اسلام

پاکستان میں حفاظتِ اسلام کا علمبردار

جاری کردہ

بحکم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب

قدس سرہ

مرتب

محمد حنیف ندیم

قیمت، ۴۰ پیسے

یکے از مطبوعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان لاہور

علماءِ حق کی دینی خدمات

فضل حق
دیپالپوری
فاضل
جامعہ
رشیدیہ
ساہیوال

اسلام اگر ایک زندہ مذہب ہے تو تاریخِ اسلام ہر دور میں اس کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ اسلام تاریخ کے مختلف دوروں میں خواہ کسی پیمانے پر رہا۔ اور ناسازگار حالات میں سے اسے کیسے ہی کیوں نہ گذرنا پڑا۔ اسلام کی شاہراہِ حیات ہر دور میں موجود رہی اور اس پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ اس کی اساسی حیثیت "کلیتاً" مٹ گئی ہو۔ اور زندہ پھرنئے سرے سے طلوع ہوا ہو۔ اسلام کی چودہ صدیوں میں ہر صدی میں کچھ ایسے لوگ ابھرتے رہے جنہوں نے اسلام کے اصول عقائد اور اساسِ اعمال کو قیمت پر زندہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ایسے افراد پیدا کیے جن کی زندگی اظہارِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے وقف رہی۔ ناساعد حالات اور اتحاد کی قوتیں انہیں ایک انچ بھی شاہراہِ عظیم سے نہ ہٹا سکیں اور اہل زمانہ کے غلط تاثرات سے مرعوب ہو کر دین حق سے دور نہیں ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت کا ایک طبقہ امرِ الٰہی پر برابر قائم رہے گا۔ جو انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے یا ان کی مخالفت کریں گے۔ وہ انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ طبقہ لوگوں پر ظاہر رہے گا۔

یہ سلسلہ صحابہ کرامؓ سے چلا اور بارہویں صدی کے بعد یہ علماءِ حق کی جماعت حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان میں جمع ہوئی۔ پاک و ہند بلکہ بیشتر بلادِ عربیہ کی دینی فضا اسی گھرانے سے قائم ہوئی اور اپنے بعد والوں کے لئے یہی خاندان روشنی کا مینار رہا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے بیٹوں شاہ عبد القادر صاحبؒ اور شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے قرآن پاک کے پہلے اردو تراجم لکھے حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے حدیث و فقہ کی مسند سنبھالی۔

انگریزی عملداری میں ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا۔ اور شاہ صاحبؒ کے پوتے حضرت شاہ اسماعیل شہید عملی جہاد کے لئے اٹھے بعد میں آنے والے سب اہل علم اسی گھرانے سے سند لیتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ حضرت سید احمد کبیری رفاعیؒ۔ حضرت شیخ علی ہجویریؒ حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صحیح جانشین اور ان کے فیوض سے

زندگی کے خاکوں میں اتباع سنت کا رنگ بھرنے والے یہی بزرگان کرام ہیں۔

ان حضرات کا فیض روحانی اعمال تسخیر سے نہیں اعمالِ سنت سے قائم ہے اور یہ حضرات باقاعدہ چشتی سہروردی۔ نقشبندی۔ صابری۔ اور قادری نسبتوں سے انتساب رکھتے ہیں۔

بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو حکمت اور تزکیہ نفوس کا یہ راستہ اب صرف اسی مسلک کے لوگوں سے آباد ہے۔ یہ حضرات علم و عمل ہر دو ابواب میں اسنادی پہلو قائم رکھتے ہیں۔ بدعات کی روک تھام ہیں یہ حضرات صرف اس لئے پیش پیش رہے کہ ان اعمال کا اسنادی پہلو کہیں موجود نہ تھا۔ اور یہ تردید بھی نئی نہیں۔ بلکہ علماءِ اسلاف سے منقول ہے۔

مضامین
بھیجنے والے حضرات
متوجہ ہوں

جو مضامین بھیجے جائیں وہ صاف، خوشخط اور صفحہ کے ایک طرف لکھے ہونے چاہئیں ورنہ شائع نہیں کیے جائینگے

(ادارہ)

علماءِ دیوبند کا مسلک:۔ علمی حیثیت سے یہ ولی اللہی جماعت "مسلکاً" اہل سنت والجماعت ہے جس کی بنیاد کتاب وسنت۔ اور اجماع امت اور قیاس پر قائم ہے۔ اس کے نزدیک تمام مسائل میں اولین درجہ نقل و وراثت اور آثارِ سلف کو حاصل ہے جس پر پورے دین کی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔ تزکیہ نفس اور اصلاح باطن بھی اس کے مسلک میں ضروری ہے ان حضرات نے اپنے منتسبین کو علم کی رفعتوں سے بھی نوازا اور عبدیت و تواضع جیسے انسانی اخلاق سے بھی مزین کیا۔ یہ حضرات ایک طرف علمی وقار استغنا کی بلندیوں پر فائز ہوئے۔ اور دوسری طرف فروتنی خاکساری اور ایثار و زہد کے متواضعانہ جذبات سے بھی بھرپور ہوئے۔ نہ رعونت میں گرفتار اور نہ ذلت نفس اور مسکنت کا شکار ہوئے۔

دیوبند کے فضلاء:۔ یہ حضرات درجہ بدرجہ نیک وقت محدث فقیہ۔ مفسر۔ مفتی۔ متکلم۔ صوفی محسن اور حکیم و مربی ثابت ہوئے۔ ان اوصاف کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف نہی عن المنکر قلبی یکسوئی کے ساتھ قومی خدمت میں پیش پیش ثابت ہوئے۔

بنا بریں دینی شعبوں کے تمام ارکان اور راسخین فی العلم خواہ محدثین ہوں یا فقہا صوفیا ہوں یا عرفا متکلمین ہوں یا اصولیین ان کے نزدیک سب واجب الاحترام اور واجب العقیدت ہیں اس لئے جذباتی رنگ میں کسی طبقہ کو بڑھانا اور کسی کو گرانا ان کا مسلک نہیں

عزائم برطانیہ اور فضلاءِ دیوبند:۔ انگریز کو جب ہندوستان پر سیاسی اقتدار حاصل ہو گیا تو شیخ چلی کی طرح اس کے دل میں خفتہ اور نہاں آرزوئیں قلم کی نوک سے بھی ظاہر ہونے لگے۔

گورنر ہند لارڈ ایلن لکھتا ہے۔ میں اس عقیدہ سے چشم پوشی نہیں کر سکتا کہ مسلمان قوم اصولاً ہماری دشمن ہے اس لئے ہماری حقیقی پالیسی یہ ہے کہ ہم ہندوستان میں دوسری قوموں کی رضاجوئی کرتے رہیں۔

سر چارلس لکھتا ہے۔ جس طرح ہمارے بزرگ کل کے کل ایک ساتھ عیسائی ہو گئے تھے اسی طرح یہاں ہندوستان میں بھی ایک ساتھ عیسائی ہو جائیں گے

بحوالہ مسلمانوں کا روشن مستقبل صفحہ ۱۴۳

مسٹر مینگلس نے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسیح کا جھنڈا لہراتا ہوا نظر آتا ہے ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنا چاہیئے۔ بحوالہ حکومت خود اختیاری صفحہ ۱۳۶

لارڈ برٹس نے کہا:۔ ان بدمعاش مسلمانوں کو تباہ دیا جائے کہ خدا کے حکم سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے۔ بحوالہ علماءِ ہند کا شاندار ماضی صفحہ ۳۲

مسٹر گلیڈ سٹون نے کہا تھا۔ کہ اگر ہم پر آسمان بھی ٹوٹ پڑے تو ہم سنگینوں پر اٹھالیں گے۔

اس نازک دور میں فضلاءِ دیوبند نے جس طرح ہمت و استقلال کا ثبوت دیا ہے اس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ آخر آپ ہی بتلائیں کہ اس وقت تمام گمراہ کن تحریکوں کا مقابلہ کس نے کیا؟ ظالم برطانیہ کے فولادی پنجہ سے کس نے ٹکر لی؟ جان عزیز کو ہتھیلی پر لے کر کس نے جہاد کیا؟ ۱۸۵۷ء میں کون حضرات پیش پیش تھے۔ آریاؤں اور پادریوں سے

آئینی و سیاسی مسائل پر قائد جمعیۃ کا تبصرہ

قائد جمعیۃ علماء اسلام، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے پشاور میں ایک بہت بڑی پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ جس میں آئینی و سیاسی مسائل پر تبصرہ فرمایا۔ جسے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے :۔

امید کی جاتی ہے کہ ملک کا آئین اتفاق رائے سے بن جانے کے بعد صدر بھٹو ملک کے سیاسی مسائل بھی جمہوری اصولوں کے مطابق اور تعاون کے جذبے سے حل کر دیں گے۔ صدر نے دستوریہ میں اپنی تقریر کے دوران سیاسی مسائل پر کھلے دل کے ساتھ بات چیت کرنے کا وعدہ کیا ہے اور حزب اختلاف کو یہ توقع ہے کہ وہ کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے جس سے جمہوریت کی روح مجروح ہونے کا احتمال ہو متحدہ جمہوری محاذ کی طرف سے آئین سازی کا بائیکاٹ ختم کرنے کے فیصلہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ :۔

حکمران پارٹی نے بیشتر ترمیمیں قبول کر لی تھیں لہذا محاذ نے قومی مفاد کے پیش نظر آئین کی متفقہ منظوری کے لئے دستوریہ کے آخری اجلاس میں شرکت کا فیصلہ کر لیا جبکہ حکمران جماعت نے آخری وقت پر حزب اختلاف کی بیشتر ترامیم بھی منظور کر لی تھیں۔

اسلامی دفعات سے متعلق ترامیم

حضرت مفتی صاحب نے بتایا کہ آرٹیکل ۲۲۹ کی رو سے حکومتی پارٹی ہی اس بات کی مجاز تھی۔ کہ کسی قانون کی شرعی نوعیت کے بارے میں فیصلہ لینے کے لئے اسلامی کونسل کو بھجوائے۔ محاذ کی ترمیم کے بعد اب یہ صورت نہیں رہی بلکہ قومی اسمبلی کے ممبروں کی ۲/۵ تعداد اگر رائے دے دے تو زیر بحث مسودہ قانون اسلامی کونسل کو بھجوایا جا سکے گا۔

آرٹیکل ۲۳۰ کے تحت حکومتی پارٹی کسی قانون کو آخری شکل دینے کی مجاز تھی مگر محاذ کی ترمیم شامل آئین کر لینے سے یہ تبدیلی آئی ہے کہ اگر کوئی قانون فوری طور پر منظور کرنا ضروری ہو، مگر اسلامی کونسل کی رائے سے متصادم ہو تو اسے حکومتی پارٹی اپنی مرضی سے آخری شکل نہیں دے سکے گی بلکہ اس پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔

تمام قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے سات سال کی جو مدت آئین میں رکھی گئی تھی اس کا طریق کار کچھ ایسا تھا کہ اسلامی کونسل کی تمام رپورٹیں جو اس سلسلہ میں موصول ہوئی تھیں سرد خانے میں ڈال دی جائیں، کیونکہ حکومت پر کوئی پابندی نہیں تھی کہ وہ ان رپورٹوں پر لازماً عملدرآمد کرائے گی۔ اس دفعہ میں محاذ کی جو ترمیم شامل کر لی گئی ہے۔ اس کی بدولت اب حکومت پابند ہو گئی ہے کہ سات سال بعد جب کونسل کی قطعی رپورٹ موصول ہو جائے گی تو دو سال کے اندر اندر اس کو بروئے کار لا کر تمام مروجہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھال لے گی۔ زیادہ سے زیادہ یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ یہ کسی سبب سے ناگزیر ہو جائے تو دو سال کی مدت میں چھ ماہ کی توسیع کی جا سکے گی۔ یہ توسیع بس ایک ہی بار ہوگی۔

اسلامی سوشلزم سے دستبرداری

حکومت محاذ کی ایک اور ترمیم قبول کر کے آرٹیکل ۳۱ (الف) میں اسلامی سوشلزم سے دستبردار ہو گئی ہے۔ یعنی اس نے قبول کر لیا کہ پاکستان کی معیشت اسلامی سوشلزم پر مبنی نہیں ہوگی۔ محاذ کو یہ بہت بڑی عوام کے بنیادی حقوق منوانے کی کوشش میں کامیابی ہوئی ہے۔

(باقی ۳۲ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جمعہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

مطابق

۲۰ اپریل ۱۹۷۳ء

جلد ۱۶

شمارہ ۱۵

قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

ٹیلیفون ۶۷۷۱۵

بدل اشتراک

سالانہ ۲۰/۰ روپے

ششماہی ۱۰/۰ ″

سرپرست و مدیر

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

ایڈیٹر انچارج

مولانا بشیر احمد صاحب حصاری

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

مولانا ہزاروی کی دیانت پر شبہ نہیں کیا جاسکتا

قائد جمعیۃ کی وضاحت

مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ یہ پرچیاں بھیج رہے ہیں کہ مولانا ہزاروی کے بارے میں اظہار خیال کریں، میں علی الاعلان یہ کہتا ہوں کہ مولانا ہزاروی کی دیانت پر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے فرمایا کہ اپوزیشن کے جن لیڈروں نے اسمبلی کے بائیکاٹ میں حصہ نہیں لیا اور ان کو خارج کیا گیا ہے۔ ان میں اور مولانا ہزاروی میں بڑا فرق ہے۔ لہٰذا ان کے بارے میں کسی کو اختلاف رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اپوزیشن جماعتوں کے جن ارکان کو جماعتوں سے خارج کیا گیا ہے۔ وہ ارکان حکومت کی حمایت اور اپوزیشن کی مخالفت میں ووٹ دے چکے ہیں۔ اس عظیم فرق کی بنا پر میں کارکنوں کو کہوں گا کہ وہ اکابرین کا احترام کریں۔

آئین میں بنیادی حقوق پر قدغن لگانے والے ۵۲ قوانین کو تحفظ دیا گیا تھا مگر محاذ کی ترمیم شامل کر لینے سے صورت یہ ہو گئی ہے کہ اقتصادی حالات کو چھوڑ کر باقی تمام قوانین کو دو سال کے اندر اندر بنیادی حقوق سے ہم آہنگ کر دیا جائے گا۔ ترمیم اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ اب ہر شہری کسی بھی قانون کو عدالت میں چیلنج کر سکے گا۔ اصل آرٹیکل کی رو سے تو اسلام کے منافی قوانین کو بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا۔ آئین کے آرٹیکل ۲۴ کی رو سے حکومت کو یہ اختیار مل گیا تھا کہ جب چاہے اور جس کو چاہے املاک بحق سرکار ضبط کر سکتی تھی۔ اس طرح یہ قوی اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ سیاسی مخالفین کو اس آئینی اختیار کے ذریعہ انتقام کا نشانہ بنایا جائے گا۔ متحدہ جمہوری محاذ کی ترمیم کے بعد اب حکومت کو یہ اختیار حاصل نہیں رہا۔ کیونکہ املاک کی ضبطی اس کی مرضی پر منحصر نہیں رہی ایک اصول بن گیا ہے کہ املاک سب کی ضبط ہو سکیں گی۔ اسی طرح وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہونے کی صورت میں اسے یہ اختیار نہیں رہا کہ وہ پارلیمنٹ کو توڑ سکے۔ اس سلسلے میں بھی محاذ کی ترمیم قبول کر لی گئی ہے۔ بجٹ کے متعلق آرٹیکل میں محاذ کی ترمیم قبول ہونے سے اب آئینی پوزیشن یہ ہو گئی ہے کہ اگر کوئی مطالبہ زر راہ ووٹوں سے نامنظور ہو جائے تو اسے حکومت کی شکست تصور کیا جائے۔

محاذ کی ترامیم اور عدلیہ

عدلیہ کے سلسلہ میں محاذ کی ترامیم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اب سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے ججوں کی برطرفی کا اختیار جوڈیشل کونسل کو ہو گا۔ پہلے قومی اسمبلی کو تھا اور اس صورت میں یہ امر یقینی تھا کہ ججوں کی برطرفی اور تقرری سیاسی مقاصد کے زیر اثر ہونے لگے گی۔ اس طرح آئین میں خصوصی عدالتوں اور ٹریبونلوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل کا حق نہیں تھا۔ مگر ترمیم کے بعد اب سپریم کورٹ میں ایسے فیصلوں کو چیلنج کیا جاسکے گا۔ ایک اہم ترمیم چیف ججوں کی تقرری کے بارے میں تسلیم کی گئی ہے جس کی رو سے اب سینئر جج خود بخود چیف جج بن جائے گا۔ براہ راست تقرر نہیں کیا جا سکے گا۔

مسلح افواج کی سربراہی

مسلح افواج کی سربراہی کا منصب صدر کو محاذ کی ترمیم ہی کی وجہ سے تفویض کیا گیا ہے۔ جہاں تک ہنگامی حالت ختم کرنے کے سوال کا تعلق ہے۔ صدر نے یقین دلایا ہے کہ وہ اس سلسلے میں بے وجہ تاخیر نہیں ہونے دینگے۔ ووٹر کی عمر ۲۱ سال سے ۱۸ سال کر دینے کی ترمیم بھی منظور کر لی گئی تھی تاہم اس پر اگلے عام انتخابات میں عمل نہیں ہوگا۔ اس مرحلے پر مولانا مفتی محمود نے ایک سوال پر وضاحت کی کہ ووٹر کی عمر ۱۸ سال کرنے کی ذمہ داری تو اصل میں حکمران جماعت کی تھی، کیونکہ اس نے اپنے منشور میں یہ بات درج کر رکھی ہے۔ مفتی محمود نے متحدہ جمہوری محاذ کی ان ترامیم کا بھی ذکر کیا جو حکمران جماعت نے تسلیم نہیں کیں۔ انہوں نے بتایا کہ محاذ نے ایک اہم ترمیم یہ پیش کی کہ عوام کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرنے کا مسئلہ بنیادی حقوق میں شامل کر دیا جائے۔ بلکہ ترمیم میں روٹی کپڑا اور مکان کے علاوہ پانی، علاج اور تعلیم کی فراہمی کو بھی عوام کے بنیادی حق کے طور پر تسلیم کرنے کی سفارش کی گئی۔ مگر حکمران جماعت نے اسے قبول نہیں کیا۔ ہم نے کہا۔ ان عوامی ضروریات کی تکمیل کے لئے دس سال یا پندرہ سال کی مدت مقرر کر لی جائے۔ مگر یہ بات بھی نہیں مانی گئی۔ ہمیں جواب ملا کہ حکومت اس معاملے میں بے بس ہے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ عدلیہ کی نگران حکومت کے تحت عام انتخابات کرانے اور امتناعی نظر بندی کے قوانین کو کالعدم قرار دینے کی ترمیمیں بھی مسترد کر دی گئیں۔ مولانا مفتی محمود نے کہا کہ متحدہ جمہوری محاذ کا اصل مقصد آئین کو عوام کی خواہشات وعزائم اور امنگوں سے ہم آہنگ کرنا اور ملک کے لئے جمہوری نظام حاصل کرنا تھا۔ جب ہم نے دیکھا کہ ہمارا مقصد بہت حد تک پورا ہو گیا ہے اور حکمران جماعت نے جو من مانا آئین تیار کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ ہمارے بیشتر مطالبات تسلیم کر لئے ہیں۔ تو ہم نے بائیکاٹ ختم کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ کیونکہ ایوان میں بار بار داخل ہونے سے چند منٹ پہلے حزب اقتدار کے ارکان پر اپنی تقریروں میں نعرہ بازی کر یہ دعوی کر رہے تھے کہ آئین جس صورت میں مکمل ہو چکا ہے بس اب یہ حرف آخری ہے۔ اس کا ایک لفظ اور ایک حرف بھی اب تبدیل نہیں ہو سکتا۔ مگر جب ہماری ترمیمیں پیش ہوئیں تو فوراً تسلیم کر کے آئین میں شامل کر دی گئیں اس موقع پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ متحدہ محاذ نے بائیکاٹ ختم کرنے کا فیصلہ اپنے طور پر کیا ہے۔ اس پر کسی طرف سے نہ کوئی دباؤ پڑا، نہ کسی کے مشورے پر ایسا ہوا۔ محاذ کے لیڈروں نے یہ سوچا کہ اب جبکہ بیشتر مطالبات حکمران جماعت نے مان لئے ہیں اگر ہم بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں نہ گئے تو ملک انتشار کا شکار ہو جائے گا۔ ہمارے سامنے صرف قومی مفاد تھا انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا کہ قومی اسمبلی کے آزاد رکن مولانا ظفر احمد انصاری کو متحدہ جمہوری محاذ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ مولانا انصاری کی سرگرمیوں سے محاذ کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ مفتی صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ حزب اختلاف پر حکمران جماعت الزام شد ومد سے لگا رہی تھی، کہ وہ آئین کے نفاذ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ یہ الزام ہم نے آئین کی منظوری میں بھرپور تعاون کر کے غلط ثابت کر دیا۔ اب ہمارا یہ موقف ہے کہ آئین کو جلد سے جلد نافذ کر دیا جائے تاکہ یہ بات بالکل صاف ہو جائے کہ ہم قوم کو آئین دینے کے حکمران جماعت سے زیادہ خواہشمند ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آئین کے نفاذ میں اب جتنی تاخیر ہو گی۔ اس کی ذمہ داری حکومت پر آئے گی۔ صوبہ سرحد میں وزارت سازی کے مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے مفتی محمود صاحب نے یقین کے ساتھ کہا کہ ان لوگوں کا اپنے لیڈر پر اتفاق ناممکنات میں سے ہے۔ نہ وہ اکثریت حاصل کر سکتے ہیں نہ حکومت بنا سکتے ہیں۔ بفرض محال اگر وہ گولی اور گن کو بے دریغ استعمال کریں۔ تب بھی وہ کہیں سے نہیں بڑھ سکیں گے۔ اگر ایسی صورت میں ان کو وزارت بنانے کی دعوت ملی تو یہ صریحاً جمہوریت کش اقدام ہوگا جس کی ہم سخت مزاحمت کریں گے۔

سرحد اسمبلی کے ایک رکن مسٹر زرین خان کے متعلق انہوں نے دعوے کیا کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں اور انہوں نے حج بیت اللہ شریف سے واپسی پر مجھ سے مل کر اس بات کا یقین دلایا ہے۔ مفتی محمود نے کہا کہ جس طرح حزب اختلاف نے آئین کی متفقہ منظوری میں بھرپور تعاون کیا ہے۔ اسی طرح صدر بھٹو کو بھی لازم ہے (باقی صہ ...)

مشاہدات و تاثرات

قسط نمبر ۲

قومی اسمبلی میں اسلامی ترمیمات کا کیا حشر ہوا؟

(از مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر الحق اکوڑہ خٹک)

ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ تمام پیش کردہ ترامیم، اس کی تحریک کرنے والوں کی تقریریں اور حزب اقتدار کی جوابی تقریریں اور ردعمل پر تفصیلی روشنی ڈال سکیں، البتہ کوشش کریں گے کہ اسلامی جمہوری اور عوامی فلاح و بہبود کے متعلق اہم ترامیم کا کچھ نہ کچھ ذکر ہو جائے جمعیۃ علماء اسلام کے دیگر اکابرین کے علاوہ ہر اہم موقع پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے بھی تقریباً ایک سو ترمیمیں داخل کیں۔ جہاں ان کی ترمیم ہو، تو اس کو بنیاد بنا کر اس کے مترادف ترامیم کو اجمالاً اشارہ کریں گے۔ اسی طرح جمعیۃ علماء اسلام کی مشترکہ ترامیم کا بھی ذکر آتا رہیگا اور ساتھ ساتھ دیگر جماعتوں اور آزاد ارکین کی ترمیمات کا بھی ذکر ہوگا۔ ترامیم کے الفاظ کو قوسین ( ) میں نمایاں کیا گیا ہے۔ ترمیم پر بحث و مباحثہ اسمبلی کے دیئے گئے بلٹن کے ساتھ ترامیم درج کئے جائیں گے۔

دفعہ ۳

دفعات ۱ اور ۲ کا اجمالاً ذکر آچکا ہے۔ ۳ کا تعلق افراد کے ساتھ قانون وغیرہ کے مطابق سلوک کرنے اور کسی ایسے کام پر مجبور نہ کرنے سے ہے۔ جس کے کرنے کا قانون متقاضی نہ ہو اور نہ ایسے افعال میں مزاحمت ہوگی جو قانوناً ممنوع نہ ہو۔ مولانا عبدالحکیم کی ترمیم تھی کہ ان دفعات کو قرآن اور سنت سے مشروط کیا جائے۔ اگر قرآن و سنت کسی سے تقاضا کرتا ہے تو اسے مجبور کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

دفعہ ۴

مملکت کے آئین سے وفاداری اور قانون کی اطاعت کے بارہ میں ہے۔ ظفر احمد انصاری آزاد رکن نے کہا۔ شرط یہ ہے کہ (اس طرح قرآن و سنت کے مسلمہ احکام کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو) سردار شوکت حیات، نورانی صاحب وغیرہ کی مشترکہ ترمیم یہ تھی کہ (قانون انفرادی حقوق کی کسی خلاف ورزی کو عدالت میں زیر غور لائے جانے سے مستثنیٰ نہیں کریگا)

دفعہ ۵

یہ ہے کہ آئین کی تنسیخ یا اس کی سعی یا سازش سنگین غداری ہے۔ ظفر احمد انصاری، محمود علی قصوری، احمد رضا صاحب، چوہدری ظہور الٰہی صاحب وغیرہ کی ترمیمیں یہ تھیں کہ ایسی سرگرمیاں بھی اس کی زد میں آنی چاہئیں جو بالآخر ملک کی سالمیت ختم کرنے یا ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر منتج ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اس دفعہ کو صدر یحییٰ کے دور کے لئے مؤثر بہ ماضی بنانا چاہیئے۔

انصاری صاحب نے کہا کہ مشرقی پاکستان کا المیہ یکایک نہیں ۱۹۶۵ء کے بعد تمام حالات کا پیدا کردہ ہے دراصل مسئلہ آئین توڑنا نہیں بلکہ ملک توڑنا ہے۔ مگر یہاں تو ۱۹۵۶ء سے قبل کئے گئے۔ تمام اقدامات کو ۲۷۰ میں تحفظات دے کر یحییٰ خاں کو تحفظ دیا گیا ہے۔ حالانکہ دستور ایک دن میں توڑا گیا۔ مگر پورے سال کی سازشوں کا نتیجہ ملک توڑنے کی شکل میں نکلا۔ ظہور الٰہی صاحب نے کہا کہ وزیر یا مشیر جب مشکل میں بھی یحییٰ جیسے آمروں کی مدد کرتے ہے انہیں بھی آئین میں غدار قرار دینے کی گنجائش رکھی جائے مفتی محمود صاحب نے بھی ایسے خیالات کا اظہار کیا۔ سرکاری ارکان نے مخالفت کی۔

دفعہ ۸

اس کا تعلق بنیادی حقوق کے منافی قوانین کا لعدم ہونے سے ہے۔ مولانا عبدالحق مدظلہ کی رائے میں قرآن و سنت کو بنیادی حقوق کا معیار بنانا ضروری تھا۔ نہ کہ بنیادی حقوق کو۔ اس لئے ان کی ترمیم ۳۸ یہ تھی کہ [الا یہ کہ ایسا قانون رسم و رواج جو قرآن پاک و سنت کے مطابق ہو]

مولانا عبدالحق کی ترمیم ۸۷ کی شق ۳ کے بعد حسب ذیل نئی شق کا اضافہ کیا جائے کہ [۳- الف اس باب کا کوئی حکم، امر، قرآن پاک اور سنت کے مطابق قانون سازی میں مانع نہیں ہوگا]

اس دفعہ کے ذیلی پیراگراف میں مسلم افواج یا پولیس یا امن عامہ کے ذمہ دار دیگر جمعیتوں کو اس دفعہ کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ احمد رضا قصوری، نورانی صاحب شوکت حیات، پروفیسر غفور احمد ہزاروی صاحب کی ترمیم یہ تھی کہ اس کا تعین کرنا پارلیمنٹ کا کام ہونا چاہیئے۔

مولابخش سومرو، احمد رضا، رائے خورشید علی وغیرہ نیز مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحق اور دیگر ارکان جمعیۃ کی ترمیم ۷۵ یہ تھی کہ اس پیرا سے پولیس یا امن عامہ قائم رکھنے والے ادارے حذف کئے جائیں۔

دفعہ ۸ کی شق ۳ کا پیرا (ب) آئین کے جدول اول کے احکام کو اس دفعہ سے تحفظ دینے کی غرض سے ہے۔ جدول اول مارشل لاء کے جاری کردہ آرڈیننسوں پر مشتمل ہے اور ایسے فرامین بھی جو نفاذ آئین سے قبل صدر ایوب، صدر یحییٰ اور خود صدر بھٹو کے زمانہ میں نافذ ہوئے۔ جنہیں پارلیمنٹ کی منظوری حاصل نہیں ہوئی ان میں سیفٹی لاء جیسے رسوائے زمانہ آرڈیننس بھی ہیں ایک جمہوری اور پارلیمانی نظام قائم ہو جانے کے فوراً بعد ایسے کالے قوانین کالعدم ہونے چاہئیں۔ ایسا نہ ہوسکے تو جدول اول کے تمام قوانین کو بھی اسمبلی میں پیش کرنا چاہئیے اگر یہ بھی نہ ہوسکتا تو اسے بنیادی حقوق کی اس دفعہ کے تحت لانا چاہیئے تھا۔ جو متناقض ہوتے خود بخود کالعدم ہو جاتے۔ مگر یہاں ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ دفعہ ۸ میں ایک ذیلی شق بڑھا کر جدول اول کو شقات (۱) اور (۲) سے مستثنیٰ قرار دے کر تحفظ دیا گیا۔ اس غرض سے مولانا عبدالحق، ظفر احمد انصاری، سردار سومرو، احمد رضا قصوری، مولانا نورانی، محمود علی قصوری، امیرزادہ خان وغیرہ کی ترمیمیں یہ تھیں کہ (دفعہ ۸ ذیلی شق ب کو حذف کر دیا جائے) اس دفعہ کی شق میں کہا گیا ہے کہ آئین میں اگر تصریح ہو، تو بنیادی حقوق معطل کئے جا سکتے ہیں۔ پر بھی کئی ترمیمیں آئیں۔ ان حقوق کے تعطل کے سلسلہ گونا گوں تخصیصات اور مستثنیات کے خلاف حزب اقتدار نے احتجاج کیا۔ محمود علی قصوری نے کہا کہ بنیادی حقوق کھانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ استثنیٰ کی ایک لمبی فہرست لگا دی جائے۔

انصاری صاحب نے کہا کہ ان حقوق کا تعطل جنگ کے علاوہ کبھی نہیں ہونا چاہیئے۔ مفتی محمود صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب نے کہا کہ بنیادی حقوق سے تصادم پر رسم و رواج اور قانون کالعدم ہو سکتا ہے تو کتاب و سنت کے منافی قوانین کالعدم ہو جانے کی دفعہ بھی اس باب میں رکھی جائے۔ ظہور الٰہی صاحب نے کہا کہ اس دفعہ کی شق ۳ تک قرآن و سنت کے دیئے گئے حقوق چھین سکتا ہے۔ اس دفعہ کی تمام ترامیم مسترد ہوئیں اور احتجاجاً حزب اختلاف کو واک آؤٹ کرنا پڑا۔

دفعہ ۹

گرفتاری اور نظربندی کے تحفظ کے عنوان سے امتناعی نظربندی کا جواز بھی اس سے مہیا ہو رہا تھا۔ بہت سے ارکان نے ترامیم میں ایسی شقات حذف کرنے پر زور دیا تھا۔ مفتی محمود صاحب کی مشترکہ ترمیمات میں دشمن آتشگی اور اضافی چیزیں بھی شامل تھیں اور شق ۵ کے

آٹھ اور بارہ کو چھ اور آٹھ سے بدلنے کا کہا گیا تھا
کان کے علاوہ علی احمد تالپور، عبدالخالق خان، میر بخش بزنجو، عبدالحمید جتوئی وغیرہ کی بھی ترمیمیں تھیں
مختلف پیرایوں میں یہ سعی کی گئی تھی کہ یہ دفعہ ہر فرد کو صحیح معنوں میں گرفتاری، نظربندی اور بے جا تشدد سے تحفظ دے سکے۔ مگر کوئی ترمیم منظور نہ ہو سکی۔

دفعہ ١٠

اس کا تعلق غلامی، بیگار وغیرہ امور سے ہے۔ میں کہا گیا ہے کہ کسی شخص کو غلام نہیں بنایا جائیگا کوئی قانون غلامی کو کسی صورت میں رواج دینے کی اجازت نہیں دے گا۔ الخ

غلامی کے بارہ میں اسلام نے جو نہایت عادلانہ اور نقطۂ نظر اختیار کیا۔ اغیار بھی اس کے قائل ہیں اسلام نے نہ تو غلامی کو فرض ٹھہرایا، نہ اس کی ترویج کی اور دیا۔ خاص جنگی حالات اور مفاسد کے پیش نظر با امر درجہ میں بہرحال گنجائش موجود ہے۔ یہ دفعہ بغیر قرون پورے دور کا مقابلہ، بغیر کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کا تمام مکاتب میں موجود ذخیرہ احکام پر بیک جنبش پانی پھیر رہا تھا۔ اور شرعی حکم کا اظہار بہرحال ضروری۔ اس لئے مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے ترمیم ٤١ پیش کی تھی کہ کسی بھی (شہری) کو غلام نہیں بنایا جائے گا۔ کوئی قانون (سوائے اسلامی احکام کے تابع اجازتوں) پاکستان میں الخ — مولانا غلام غوث کی الگ اور مفتی محمود صاحب کی مشترکہ ترمیم بھی اس دفعہ کی اصلاح سے متعلق تھی اور سب ترامیم بحث کے بعد مسترد ہو گئیں۔

دفعہ ١٣

میں یہ ترمیمیں تھیں کہ کسی شخص کو نہ صرف شہادت حاصل کرنے کی غرض سے بلکہ کسی شکل میں ایذا نہیں دی جائے گی۔ چاہے وہ ثبوت کے طور پر ہو یا سزا کے طور پر۔ نہ اس کے ساتھ غیر آبرومندانہ ظالمانہ یا غیر انسانی سلوک روا رکھا جائے گا۔

دفعہ ١٤

میں یہ ترمیمیں تھیں کہ ہر شہری کو نہ صرف پاکستان میں نقل و حرکت کی آزادی ہو۔ بلکہ ہر شہری کو پاسپورٹ حاصل کرنے اور ملک سے باہر جانے اور آنے کا حق ہوگا۔ میر غوث بخش بزنجو، میر زادہ خان، خان عبدالولی خان، محمود علی قصوری وغیرہ نے پاسپورٹ کی آزادی اور سہولتوں پر تقریریں بھی کیں۔ مگر کوئی ترمیم قبول نہ کی گئی۔

دفعہ ١٦

انجمن سازی اور سیاسی جماعتوں کی رکنیت کے حق کے بارہ میں ہے۔ مفتی محمود، مولانا عبدالحق، مولانا صدرالشہید، مولانا نعمت اللہ وغیرہ ارکان کی مشترکہ ترمیم ٢١١ یہ تھی کہ [تو یہ حق سرکاری ملازم نہ ہونے سے مشروط کرنا چاہیئے]

مولانا ضیاء القاسمی کو جمعیۃ سے خارج کردیا گیا

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری کو ان کے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا ہے اور تین سال کی بنیادی رکنیت بھی ختم کر دی گئی ہے۔ جمعیۃ کے سربراہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب، مولانا مفتی محمود صاحب مولانا عبدالواحد صاحب اور مولانا عبیداللہ انور صاحب نے ایک مشترکہ بیان میں اس فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ فیصلہ ان کے حالیہ بیان کے خلاف کیا گیا ہے جو جمعیۃ کے مقاصد اور نظم و ضبط کے یکسر منافی ہے۔

مولانا عبدالحکیم نے اپنی ترمیم میں اخلاق اور مفاد عامہ کے ساتھ اسلام کے مسلمہ احکام بڑھانے کا ذکر کیا تھا نورانی صاحب، شوکت حیات، پروفیسر غفور اور مزاری صاحب کی مشترکہ ترمیم میں تھا [کہ ایسی یونین یا انجمن بنانے پر پابندی ہو جس کا پروگرام اور عمل پاکستان کی سالمیت اور نظریے کے خلاف ہو]

محمود علی قصوری کی ترمیم تھی کہ کارکنوں کو ٹریڈ یونین بنانے اور معقول اجرتوں کے تعین کے لئے اجتماعی مذاکرات کے حق کی ضمانت ملنی چاہیئے۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ترمیم شرف قبول نہ پا سکی۔

دفعہ ١٧

اس کا تعلق تجارت کاروبار اور پیشوں کی آزادی سے متعلق تھا۔ مذکورہ ارکان جمعیۃ کی ترمیم ٢٢٠ یہ تھی: کہ (ایسے تمام پیشوں یا کاروبار کو اسلام کے احکام کے تابع ہونا چاہیئے) اس پر زوردار بحث ہوئی — مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحق، مولانا ہزاروی وغیرہ نے تقریریں کیں کہ حکومت کو حلال و حرام کاروبار میں تمیز کرنی پڑے گی۔ اور سودی کاروبار، گھوڑ دوڑ، شراب زنا کے پرمٹوں پر پابندی لگانی ہوگی۔ مگر خورشید حسن میر کہہ رہے تھے کہ علماء حلال و حرام کے بارہ میں بھی متفق نہیں ہو سکیں گے۔ اس لئے علماء سے پوچھنے کے بجائے ہم حلال و حرام کی اس تمیز ہی میں نہ پڑیں، مفتی محمود نے کہا کہ اگر آپ کو اسلام سے جان خلاصی کرنی ہے تو صاف صاف اعلان کر دیں کہ یہ ایک لادینی سیکولر سٹیٹ ہے ورنہ یہاں تو حلال و حرام کے مسائل چھیڑیں گے۔ حرام سے بچنا ہوگا۔ ہمیں اپنا راستہ متعین کرنا ہوگا۔ ایسی باتیں کسی مسلمان کے شایان شان نہیں

مولانا غلام غوث ہزاروی کی ترمیم اس دفعہ کی شق ٢٢ میں یہ تھی کہ (ایسی تعلیم کسی دوسرے فرقے کے مذہبی جذبات کو مجروح نہ کرے) مولانا نے کہا کہ فرقہ وارانہ باتوں کو روکنا حکومت کا فرض ہے۔

پیرزادہ نے ان ترامیم کے جواب میں کہا کہ قانون کے تحت مذہبی طبقوں کو سکول کھولنے کا حق دیا گیا ہے

آئین میں مکمل نہیں تو قانون میں یہ حق مکمل شکل میں دیا جائے گا۔ ہزاروی صاحب نے اس یقین دہانی پر اپنی ترمیم واپس لے لی۔ مگر مولانا عبدالحق صاحب نے واپس نہیں لی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ آئین میں واضح طور پر یہ ضمانت ملنی چاہیئے کہ مسلم تعلیمی اداروں میں تمام لادینی سرگرمیوں اور کمیونزم، قادیانیت، مسیحیت، الحاد اور مغربیت کی روک تھام کی جا سکے۔ اور مشنری ادارے اس صورت میں اپنے نظام تعلیم کو چلائیں۔ جب ان کے اداروں میں مسلمان بچے نہ ہوں۔

دفعہ ١٨

کا تعلق تقریر وغیرہ کی آزادی سے ہے کہ پاکستان کی سالمیت دفاع امن عامہ وغیرہ کے تابع ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہوگا۔ مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی ترمیم ٢٢٦ یہ تھی کہ ان مستثنیات میں [اسلام، نظریہ پاکستان اور اکابر اسلام] کا بھی اضافہ کیا جائے۔ تاکہ کسی شہری کو بنیادی نظریہ اسلام اور اکابر اسلام کی توہین کی اجازت نہ ہو۔

مولانا غلام غوث ہزاروی نے اپنی ترمیم ٢٢٣ میں "اسلام کی بے حرمتی" بڑھانے پر زور دیا تھا۔ مولانا عبدالحق کی ترمیم تو نظرانداز کر دی گئی۔ مگر اسلام کی بے حرمتی کا زہر بڑی آسانی سے نہیں نگلا جا سکتا تھا۔ اس لئے بڑی ہوشیاری سے منفی پہلو کو مثبت الفاظ "اسلام کی عظمت" سے بدلنے پر مولانا ہزاروی کو راضی کر کے یہ ترمیم قبول کر لی گئی۔

مولانا عبدالحکیم کی ترمیم ٢٢٧ بھی اس قسم کی تھی محمود علی قصوری کی ترمیم میں پریس اخبارات وغیرہ کے حق پر بھی زور دیا گیا تھا۔

دفعہ ١٩

کا تعلق ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے سے متعلق تھا۔ جو غیر مبہم طور پر ارتداد کی ممانعت نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ ایک حد تک تبلیغ ارتداد کی چھوٹ دے رہا تھا۔ اس پر بڑی گرماگرمی ہوئی — مفتی محمود کے ساتھ ارکان جمعیۃ کے مشترکہ ٢٣٢ شاہ احمد نورانی، شوکت حیات، پروفیسر غفور اور شیر باز مزاری کی مشترکہ ترمیم ٢٣٤ احمد رضا قصوری انصاری وغیرہ کی ترامیم میں کہا گیا تھا کہ ملکی مذہب کا تقدس ملحوظ رکھا جائے۔ مرتد ہونا اور خلاف اسلام تبلیغ کرنا ممنوع ہو۔ مولانا غلام غوث کی ترمیم ٢٢٣ میں ارتداد کی تشریح بھی شامل تھی کہ مرتد وہ ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد قرآن کی کسی آیت یا رسول اللہ کی کسی متواتر حدیث یا ان کی اجماعی توضیح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔

(باقی آئندہ)

متحدہ جمہوری محاذ کی شاندار کامیابی

آئین میں جمہوری اقدار، عدلیہ کی آزادی اور اسلامی دفعات کو مؤثر بنا دیا گیا

(از سید عطاء الرحمٰن جعفری بی اے (آنرز) سابق آفس سیکرٹری انتخابات)

ایک جمہوری ملک میں حزب اختلاف کی ضرورت اہمیت اور افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ متحدہ محاذ نے جہاں حکومت کی بعض پالیسیوں پر اعتراض کیا ہے وہاں اس نے متبادل تجاویز اور راہ بھی متعین کی ہے متحدہ محاذ کی ۸۰ فیصد ترامیم آئین میں شامل کر لی گئی ہیں۔

حزب اختلاف نے آئین کو جمہوری، وفاقی اور اسلامی بنانے کی ہر ممکن سعی کی اور آئینی ترامیم کو منظور کروانے کے لئے اسمبلی کا بائیکاٹ تک کیا۔ تاکہ اس سرزمین بے آئین کو اسلامی، جمہوری آئین میسر آ سکے۔ یہ ان کا جذبہ حب الوطنی ہی تھا۔ کہ اہم ترامیم کی منظوری کے بعد انھوں نے اسمبلی کا بائیکاٹ ترک کر دیا۔ اور مجلس دستور ساز میں شامل ہو گئے۔

اہم اسلامی اور جمہوری دفعات جو حزب اختلاف کی مرہون منت ہیں:

اسلامی دفعات

(۱) آئین سے سوشلزم کے لفظ کو حذف کر دیا گیا

(۲) اسلامی مشاورتی کونسل کا دائرہ عمل متعین کر دیا گیا ہے۔ کوئی قانون اسلامی ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ اسلامی مشاورتی کونسل ہی کرے گی۔ اسلامی مشاورتی کونسل میں جید علماء کو نمائندگی دی جائے گی جو قرارداد مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن حکیم اور سنت نبوی کی روشنی میں قوانین کو ترتیب دینگے۔ اہم قوانین تو دو سال کے عرصہ میں ہی اسلامی سانچے میں ڈھال دیئے جائیں گے، اور سات سال کی مدت میں تو ہر قانون اسلامی رنگ میں اسلامی شکل اختیار کر لے گا۔

(۳) اگر ہنگامی حالات میں کوئی ہنگامی قانون تشکیل دیا گیا تو جب تک اسلامی مشاورتی کونسل اس کی توثیق نہ کرے۔ اس کی حیثیت عارضی ہو گی۔

عدلیہ کی آزادی

(۱) سپریم کورٹ کے ججوں کا تقرر صدر مملکت چیف جسٹس سپریم کورٹ کے مشورہ سے کرینگے۔

(۲) ہائیکورٹ کے ججوں کا تقرر ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کے مشورہ سے کیا جائے گا۔

(۳) چیف ججوں کے تقرر ججوں کی سینیارٹی کی بنیاد پر ہوں گے۔

(۴) ججوں کو صرف سپریم جوڈیشل کونسل ہی برطرف کرنے کی مجاز ہو گی۔ حکومت نہیں۔

(۵) سپریم جوڈیشل کونسل، سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور سینیئر ججوں پر مشتمل ہو گا۔

(۶) عدالتیں بنیادی حقوق نفاذ کر سکیں گی

(۷) ماتحت عدالتوں کی نگرانی ہائیکورٹ کے ذمہ ہو گی نہ کہ حکومت کے ذمہ۔

(۸) عدالتیں اپنے قواعد اور طریقہ کار خود بنا سکینگی حکومت کا عمل دخل نہیں ہو گا۔

(۹) اگر آئین کے خلاف کوئی قانون بنایا گیا تو عدالتیں اس قانون کو منسوخ قرار دینے کی مجاز ہوں گی۔

(۱۰) حکومت اگر مالی بحران سے دوچار ہو تو بھی ججوں کی تنخواہ میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔

جمہوری دفعات

(۱) وفاقی وزیر اعظم اور اس کی کابینہ مقننہ یعنی اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

(۲) وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک اراکان اسمبلی کی سادہ اکثریت رائے سے منظور ہو گی۔ یعنی پچاس فیصد کی بنا پر (دو تہائی اکثریت والی شق اب پندرہ سال کی بجائے دس سال تک رکھی گئی ہے)۔

(۳) صوبوں میں بھی صوبائی حکومتوں اور وزیر اعلیٰ کی یہی پوزیشن ہو گی۔

(۴) جب اسمبلی میں وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہو جائے تو انہیں اسمبلی توڑنے کا اختیار نہیں ہو گا۔

(۵) بجٹ کے معاملہ میں کٹوتی کی کسی تحریک کو اگر ۵۱ فیصد ووٹوں کی تائید حاصل ہو جائے تو یہ تحریک حکومت پر عدم اعتماد کے مترادف ہو گی۔

(۶) مرکزی حکومت کی صوبائی وزارت کو برطرف نہیں کر سکے گی۔ جیسا کہ بلوچستان کے معاملہ میں کیا گیا ہے۔

(۷) اگر مرکز اور صوبائی حکومت میں اختلاف ہو جائے تو ایسے تنازعات کا فیصلہ کرنا سپریم کورٹ کا کام ہو گا اور اس کا فیصلہ حتمی اور آخری ہو گا۔

(۸) آئندہ گورنر کسی سیاسی پارٹی کے رکن کو نہیں بنایا جائے گا اور جس دن سے موجودہ آئین کا نفاذ ہو گا ایسے موجودہ گورنروں کو برطرف کر دیا جائے گا۔

(۹) ووٹر یعنی رائے دہندہ کی عمر کا تعین اکیس سال سے کم کر کے اٹھارہ سال کر دیا گیا ہے۔

(۱۰) صدر یا گورنر کو یہ اختیار حاصل نہ ہو گا کہ مجلس قانون ساز کے منظور کئے ہوئے کسی بل کی منظوری دینے سے انکار کر دیں۔ اسمبلی منظوری کے سات روز بعد یہ بل خود بخود باقاعدہ قانون یعنی ایکٹ کی صورت اختیار کر لے گا۔

متحدہ محاذ کی تین اہم ترامیم آئین میں شامل نہیں کی گئی ہیں۔

(۱) آئین میں روٹی، کپڑے اور مکان کی ضمانت نہیں دی گئی ہے۔

(۲) انتخابات کے وقت عبوری غیر پارٹی حکومت کا قیام اور انتخابات پر ججوں کی نگرانی، تاکہ انتخابات غیر جانبدارانہ اور منصفانہ ہوں۔ اس ضمن میں حکومت نے یہ وعدہ کیا ہے کہ انتخابات کے موقعہ پر ریٹرننگ، پریذائیڈنگ اور پولنگ افسر عدلیہ سے لئے جائینگے۔

(۳) ہنگامی حالات کی منسوخی۔ حکومت سر دست ہنگامی حالات کو منسوخ کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوئی۔ البتہ یہ وعدہ کیا ہے کہ مستقبل قریب میں ہنگامی حالات کو ختم کر دیا جائے گا۔

اندریں حالات متحدہ محاذ اپنی کوشش جاری رکھے گا تاکہ قوانین کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف حکومت کی پالیسیوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس کی حیثیت محتسب کی سی ہے اور اس نے حکمران جماعت کی غیر جمہوری حرکات پر قدغن لگا رکھی ہے۔ ہر مہذب ملک میں حزب اختلاف کو تنقید کا حق ہوتا ہے۔ تاکہ ملک کی ترقی اور تعمیر میں وہ مثبت کردار ادا کر سکے۔ اور جمہوری اقدار کو پامال نہ ہونے دے۔

حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں لائق صد ستائش ہیں کہ انہوں نے ایک جامع آئین کی تدوین اور تکمیل میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ بالخصوص حزب اختلاف کہ اس نے نامساعد اور کٹھن حالات میں بھی ترغیب اور تحریص کے حربوں کو ناکام بنا دیا ہے اور دھمکیوں کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہ دی۔ اور اپنے فرائض کو نہایت ایمانداری سے سرانجام دیا ہے ؎

این کار از تو مردان چنیں کنند

خدا کا شکر ہے کہ اب کوئی طالع آزما آمر بننے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ بعد از خرابی بسیار اور پچیس سال کی تاریکی کے بعد وطن عزیز میں حریت، انصاف اور جمہوریت کا درخشندہ آفتاب طلوع ہوا ہے اور اس کی روشنی میں ؎

ہوا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

آئین اتفاق ...

حزب اختلاف کی ترامیم مستق...

راولپنڈی ۱۰ اپریل - آئین ساز اسمبلی نے آج تیسرے پہر پرجوش تالیوں اور مبارکباد کے شور میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مستقل آئین اتفاق رائے سے منظور کر لیا۔ یاد رہے کہ یہ پہلا آئین ہے جو براہ راست طور پر منتخب اسمبلی نے تیار کیا ہے۔ مستقل آئین میں حزب اختلاف کی ان تمام ترامیم کو بھی شامل کیا گیا ہے جن پر آج صبح حزب اختلاف اور سرکاری پارٹی کے درمیان سمجھوتہ ہوا تھا۔ اس سمجھوتہ کے نتیجہ میں حزب اختلاف بائیکاٹ ختم کر کے اسمبلی میں واپس آگئی تھی۔ صدر ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی تقریر کے بعد آئینی بل رائے شماری کے لئے پیش کیا۔ ایوان میں موجود ۱۳۱ ارکان میں سے ۱۲۵ نے کھڑے ہو کر آئینی بل کی حمایت میں ووٹ دیا۔ جبکہ تین ارکان میاں محمود علی قصوری، جناب احمد رضا قصوری اور مولانا شاہ احمد نورانی نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ آئین کی منظوری کے بعد مولانا مفتی محمود نے آئین ساز اسمبلی کے صدر جناب ذوالفقار علی بھٹو کی درخواست پر پاکستان کی ترقی، سالمیت، عظمت اور ملک کو درپیش مسائل کے حل کے لئے دعائے خیر کی۔ بل کی منظوری کے بعد پورے ایوان میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اراکین نے ایک دوسرے کو گلے لگا کر مبارکباد دی۔ وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ اپنی جگہ سے اٹھ کر نیپ کے سربراہ خان عبدالولی خان کے پاس گئے اور ان سے بغلگیر ہوئے اور اراکین نے وزیر قانون کو کندھوں پر اٹھا لیا۔

آئینی بل کی منظوری سے قبل ایوان کے باہر تقریباً چار گھنٹے تک زبردست سیاسی سرگرمیاں جاری رہیں اور حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے رہنماؤں کے درمیان مفاہمت اور مصالحت کی جو بات چیت کل رات وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کی دعوت پر شروع ہوئی۔ وہ آج صبح گیارہ بجے صدر بھٹو کے ساتھ اسمبلی میں واقع ان کے چیمبر میں مخالف رہنماؤں سے ایک گھنٹے کی طویل ملاقات کے بعد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اس مصالحانہ بات چیت کے نتیجے میں آئینی بل کے سات آرٹیکل وزیر قانون کے الفاظ میں انتہائی غیر معمولی طور پر دوبارہ ان ترامیم کے ساتھ ایوان کی منظوری کے لئے پیش کئے گئے۔ جو حزب اختلاف نے تجویز کی تھیں۔ وزیر قانون نے آئین کی دفعات از سر نو زیر بحث لانے کی اجازت طلب کرتے ہوئے اسپیکر سے درخواست کی کہ وہ آئین پر مکمل اتفاق رائے کے لئے ایک غیر معمولی طریقے سے ایوان سے اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اسپیکر چوہدری فضل الٰہی نے کہا کہ اتحاد اور قومی مفادات میں ہم آئین کو منظور کرنے کے لئے جو طریقہ مناسب سمجھیں اختیار کر سکتے ہیں۔ اسپیکر کی اجازت کے بعد جب وزیر قانون نے آئینی بل کی پہلے سے طے شدہ دفعات نمبر ۷، ۸۵، ۸۹، ۱۲۳، ۱۲۴، ۲۳۹ اور ۲۴۰ کو دوبارہ زیر بحث لانے کی تحریک پیش کی تو ۵۵ ارکان نے کھڑے ہو کر اس کے حق میں ووٹ دیا۔

جن دفعات میں حزب اختلاف کی ترامیم کی تجاویز کو شامل کیا گیا ہے۔ ان کا تعلق بنیادی حقوق، سالانہ بجٹ میں وفاقی کنسالیڈیٹڈ فنڈ پر رائے شماری، بجٹ کی منظوری کے طریقہ کار، وزرائے اعلیٰ کی جانب سے صوبائی حکومتوں کے سالانہ بجٹوں کی منظوری، اسلامی مشاورتی کونسل سے مشورہ اور اسلامی کونسل کے طریقہ کار سے ہے۔ اس سے قبل ایوان میں حزب اختلاف کی آمد سے قبل وزیر قانون نے متنازعہ آرٹیکل ۲۳ میں سے ذرائع پیداوار کو حذف کروا دیا۔ آئین کی منظوری کے بعد صدر نے اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کر دیا۔

آج ایوان سے نائب صدر جناب نور الامین، وزیر اطلاعات و نشریات مولانا کوثر نیازی، وزیر محنت پنجاب جناب جے اے رحیم، وزیر صحت، حکمہ جناب خورشید حسن میر، وزیر مملکت برائے سیاحت و اقلیتی امور راجہ تری دیو رائے، اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار، پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ حزب اختلاف کی جانب سے آج صرف آزاد رکن جناب احمد رضا قصوری نے ایوان سے خطاب کیا۔

آج آئینی بل کی منظوری سے ایک گھنٹہ پہلے تک حزب اختلاف اور حکمران جماعت کے رہنماؤں کے درمیان ایوان کے باہر مذاکرات کا سلسلہ دو بجے تک جاری رہا۔ صبح ان مذاکرات کا آغاز حزب اختلاف کے رہنماؤں کے باہمی صلاح مشورہ سے ہوا۔ جس کے بعد مخالف رہنما وزیر قانون سے ملنے کے لئے اسمبلی میں واقع ان کے چیمبر میں گئے اور ان کے ساتھ ان ترامیم پر تفصیلی بات چیت کی۔ جو ان کے موقف کے مطابق آئین میں کرانا ضروری تھیں اور جنہیں شامل کرنے کے بعد ہی وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر سکتے تھے۔ پروگرام کے مطابق صدر نے ساڑھے گیارہ بجے ایوان میں آنا تھا۔ لیکن ایوان سے باہر ان اہم آئینی مذاکرات کی وجہ سے صدر تقریباً ڈھائی گھنٹے کی تاخیر کے ساتھ ایوان میں آئے۔ صدر سے جس وقت حزب اختلاف کے رہنماؤں کے مذاکرات جاری تھے۔ وزیر قانون کبھی ایوان میں آتے اور کبھی ایوان سے باہر چلے جاتے۔ ان کے چہرے پر کبھی امید کے آثار نمایاں ہوتے اور کبھی قطعی مایوسی کا اظہار ہوتا جس کی بدولت یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ آخری تصفیہ مختلف رہنماؤں سے صدر کے مذاکرات میں کیا گیا۔

بائیکاٹ کے خاتمہ کے بعد پیپلز پارٹی کے باغی اراکین میں سے چوہدری منظور حسین، دودھرا اور راؤ خورشید نے تمام ترامیم اور آئینی بل کے حق میں حزب اختلاف کے ساتھ ووٹ دیئے۔ لیکن میر علی احمد تالپور ترامیم کے وقت بھی رائے شماری میں شریک نہ ہوئے اور جب بل پر مجموعی رائے شماری کا وقت آیا تو وہ ایوان سے باہر جا چکے تھے۔ آئینی بل کی منظوری کے فوراً بعد ہی ایوان میں دوستی، مفاہمت اور خیر سگالی کی فضا دیکھنے میں آئی۔ اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہوتے ہی ممبران نے پرجوش تالیاں بجائیں اور ایک دوسرے سے گلے ملے اور مبارکباد دی۔

صدر سے بات چیت کے بعد حزب اختلاف کے رہنما جن میں آزاد ارکان بھی شامل تھے کمیٹی روم میں جمع ہوئے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک ان کے باہمی صلاح مشورے جاری رہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پیپلز پارٹی کے باغی اراکین جن کی قیادت میاں محمود علی قصوری کر رہے تھے آخری وقت تک بائیکاٹ جاری رکھنے اور آئین سازی میں شرکت نہ کرنے پر مصر تھے۔ لیکن حزب اختلاف کے باقی اہم اراکین سرکاری پارٹی کی جانب سے مصالحت کی واضح خواہشات کے پیش نظر آئین میں رکاوٹ ڈالنے کا الزام اپنے سر لینے کو تیار نہ تھے۔

بلوچستان اور سرحد کی حکومتوں کی بحالی کا امکان

حکومت اور نیپ جمعیۃ کے درمیان

مذاکرات چند روز بعد شروع ہو جائینگے

اسلام آباد ۱۰ اپریل - دارالحکومت کے سیاسی حلقے حزب اختلاف اور حکومت کے درمیان مفاہمت کے بعد مستقل آئین کی اتفاق رائے سے منظوری کو صوبہ سرحد و بلوچستان میں حکومتوں کی بحالی کا پیش خیمہ قرار دے رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دونوں صوبوں میں حکومتوں کی بحالی کے بارے میں نیپ اور جمیعۃ کے رہنماؤں اور حکومت کے درمیان مذاکرات کا سلسلہ چند روز تک شروع ہو جائے گا۔ اگرچہ ان مذاکرات کے لئے کوئی تاریخ یا جگہ کا تعین نہیں کیا گیا لیکن سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ اس قسم کے مذاکرات کے لئے زیادہ موزوں مقامات پشاور یا کوئٹہ ہیں۔ ان کے اس خیال کو اس بات سے کافی تقویت ملتی ہے کہ صدر بھٹو پروگرام کے مطابق ہفتہ آئین کے دوران ملک کا وسیع دورہ کر رہے ہیں اس دوران وہ پشاور اور کوئٹہ بھی جائینگے (مساوات لاہور)

رائے منظور ہو گیا

آئین میں شامل کر لی گئیں

مفتی محمود کی قیادت میں پاکستان کی سلامتی اور آئین کی کامیابی کیلئے دعا کی گئی

دستور ساز اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کر دیا گیا

اسلام آباد ۱۰ اپریل۔ آئین ساز اسمبلی نے آج سہ پہر تین بج کر پانچ منٹ پر پاکستان کا پہلا عوامی آئین متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ آئین کو ایوان میں رائے شماری کے لئے اسمبلی کے چیئرمین صدر ذوالفقار علی بھٹو نے پیش کیا۔ ایوان کے ۱۲۵ ارکان نے کھڑے ہو کر آئین کی حمایت کا اعلان کیا۔ تین ارکان اسمبلی مولانا شاہ احمد نورانی میاں محمود علی قصوری اور محمد احمد رضا قصوری نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ آئین کے حق میں ووٹ دینے والوں میں بلوچستان سے نیپ کے ارکان بھی شامل تھے۔ جب آئین منظور کر لیا گیا تو ارکان نے تالیاں بجا کر بے پناہ مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد صدر بھٹو نے مولانا مفتی محمود سے استدعا کی کہ وہ دعا کریں۔ مولانا نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور خشوع و خضوع سے پاکستان کی سالمیت، سلامتی، یکجہتی اور آئین کی کامیابی کے لئے دعا مانگی۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ملک کے مسائل حل کرنے اور ملک کو خوشحال بنانے کی توفیق عطا کرے اس کے بعد صدر پاکستان نے آئین ساز اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا اجلاس کے بعد ارکان نے فرط مسرت سے ایک دوسرے کو گلے لگا لیا۔ وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے خان عبدالولی خاں کو سینے سے لگا لیا۔ بعض ارکان اسمبلی نے وزیر قانون کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور اس طرح ان کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا جو انہوں نے آئین کی تدوین کے سلسلہ میں کی تھیں۔

پریس گیلری سے

- پیرزادہ اور ولی خاں گلے مل گئے
- ایوان میں "مبارکباد" کا شور
- بزنجو ووٹ دینے کیلئے سب سے پہلے کھڑے ہوئے

• آئین ساز اسمبلی کے اجلاس کے آخری دن آج ایک طویل عرصہ کے بعد حزب اختلاف کے اراکین کی آمد کے ساتھ قہقہوں اور چھیڑ خانی کی فضا بھی واپس آگئی آج جب نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ خان ولی خان کی زیر قیادت حزب اختلاف کے اراکین ایک ساتھ ایوان میں داخل ہو کر اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو ایوان کی کارروائی میں مختصر سا تعطل پیدا ہو گیا۔ کیونکہ لابی میں وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ، پروفیسر غفور احمد اور جناب غوث بخش بزنجو اتفاق رائے سے پیش کی جانے والی ترامیم کو آخری شکل دے رہے تھے۔ اس مختصر سی مدت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پارلیمانی نوک جھونک کی ابتدا وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی نے کی۔ انہوں نے اسپیکر سے مخاطب ہوتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی سے ایک شعر پڑھنے کی اجازت چاہی اور یہ وضاحت کی کہ انہیں امید ہے کہ طویل غیر حاضری کے باوجود مولانا کی رگ ظرافت پھڑکے گی اور وہ اس شعر کا برا نہیں مانیں گے۔

بیٹھ بند کئے آنکھ تصور میں پڑا ہوتا
ایسے کوئی چپکے سے جو آ جائے تو کیا ہو

مولانا نورانی مولانا کوثر نیازی کے اس لطیف طنز کو محسوس کرتے ہوئے بھی خاموش رہے۔ لیکن جناب احمد رضا قصوری خاموش نہ رہ سکے اور انہوں نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے یہ شعر پڑھا

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

صدر دستوریہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے آئین بل کی منظوری کی تحریک پڑھ کر سناتے ہوئے کہا کہ جو ارکان اس تحریک کے حق میں ہیں۔ وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ اس پر حزب اختلاف کی طرف سے سب سے پہلے جناب غوث بخش بزنجو اٹھے اور انہوں نے اٹھتے اٹھتے خان عبدالولی خاں کو بھی اٹھا لیا۔ جو ان کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔

آج مہمانوں کی گیلریاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ جن میں معززین عام لوگ، اور سفارتی نمائندے شامل تھے گیلریوں سے بجنے والی تالیوں کی گونج میں جب آئینی

بل منظور ہوا اور صدر نے اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کرنے کا اعلان کیا تو سرکاری پارٹی کے ارکان نے وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کو کاندھوں پر اٹھا لیا۔ ارکان انتہائی جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے اور گلے مل رہے تھے۔ حزب اختلاف کے ارکان بھی اسی جذبے سے سرشار تھے۔ وزیر قانون جناب پیرزادہ نیپ کے سربراہ خان عبدالولی خاں کے پاس گئے اور ان سے گلے ملے، آج مفاہمت، خیر سگالی اور دوستانہ جذبات کا اظہار کیا جا رہا تھا وہ ایوان میں پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ حتیٰ کہ مہمان بھی آئین کی منظوری پر ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔

آج حزب اختلاف کے تمام اراکین ماسوائے ان لوگوں کے جو وقت کی کمی کی وجہ سے واپس نہ پہنچ سکے تھے ایوان میں موجود تھے۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے مولانا غلام غوث ہزاروی جو حزب اختلاف کا بائیکاٹ ختم ہونے سے قبل ایوان میں موجود تھے۔ حزب اختلاف کے اراکین کی آمد کے بعد شریک نہ ہو سکے۔

آئین کی منظوری کے بعد نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ خان ولی خان نے اس بات سے اتفاق کیا کہ آج کا دن تاریخ پاکستان کا ایک عظیم دن ہے۔ نیپ کے ایک اور رہنما جناب غوث بخش بزنجو نے کہا کہ آئین کی اتفاق رائے سے منظوری ملک کے استحکام یکجہتی اور یکجہتی کی جانب ایک ٹھوس قدم ہے اور مجھے امید ہے کہ آئین پر اسی جذبے کے ساتھ عمل کیا جائے گا جس جذبے کے ساتھ یہ منظور ہوا ہے

آج صبح دس بجے سے ایوان کی کارروائی شروع ہونے کے بعد ڈیڑھ بجے تک گومگو کی کیفیت طاری رہی اس دوران وزیر قانون جناب پیرزادہ، گورنر پنجاب ملک غلام مصطفیٰ کھر، وزیر مواصلات و سیاسی امور جناب غلام مصطفیٰ جتوئی، وزیر اعلیٰ پنجاب جناب معراج خالد بار بار اٹھ کر باہر جاتے اور واپس آتے رہے۔ وزیر قانون کے چہرے کا اتار چڑھاؤ کا آئینہ دار تھا۔ اس مختصر سے عرصہ میں ان کے چہرے پر کبھی مایوسی اور کبھی امید کی کرن نظر آتی اور گیلریوں میں بیٹھے ہوئے اخبار نویس ان کی حرکات و سکنات کو دیکھ کر مذاکرات کے نتائج کے بارے میں قیاس آرائیاں کرتے رہے۔

صدر کے مہمانوں کی گیلری میں آج بیگم نصرت بھٹو کے ساتھ پاک فوج کے چیف آف سٹاف جنرل ٹکا خان بھی موجود تھے۔

نیپ اور جمعیۃ کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوششیں ناکام ہو گئیں

عزیز بھٹی

نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیتہ علماء اسلام بلوچستان اسمبلی میں اپنی ناقابل تردید اکثریت ثابت کر چکی ہیں۔ پیپلز پارٹی اور اس کی حامی ہر طرح کی کوشش کے باوجود اس اکثریت کو ختم نہیں کر سکے۔ اس صورت میں اسمبلی کے اندر جمہوری طریقے سے نیپ و جمعیتہ کو شکست دینے کی کوششیں تو کامیاب نہیں ہو سکیں، البتہ دوسرے طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ جو بڑی سرکار کی نظروں میں غیر پسندیدہ سمجھے جاتے ہوں۔ مقدمات قائم کر کے بھی نیپ و جمعیتہ کی عددی اکثریت کو اقلیت میں بدلا جا سکتا ہے اور ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ سرحد بلوچستان کی اسمبلیوں کو توڑ دیا جائے۔

نیپ کے لیڈروں کے خلاف لگائے جانے والے الزامات جو سنگین نوعیت کے حامل تھے۔ اب تک ثابت نہیں کئے جا سکے ہیں۔ اکثریت کو ختم کرنے اور ملک سے غداری کے الزامات ثابت کرنے میں ناکامی سے پیپلز پارٹی اور اس کے حلیفوں کے دعووں کے کھوکھلے پن کا اندازہ لوگ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عوام میں نیپ و جمعیتہ کے خلاف جو شکوک و شبہات پیدا کئے گئے تھے وہ رفتہ رفتہ ختم ہوتے جا رہے ہیں اور اب لوگ الزام لگانے والوں سے مشکوک دکھائی دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ریفرنڈم یا دوبارہ انتخابات کرائے گئے تو بلوچستان میں نیپ اور جمعیتہ کو بھاری اکثریت حاصل ہو گی، اس لئے ممکن ہے کہ برسر اقتدار پارٹی ریفرنڈم کا راستہ اختیار نہ کرے۔ ۲۱ ممبروں کی اسمبلی میں نیپ و جمعیۃ کو واضح اکثریت حاصل ہے اور مندرجہ ذیل ممبران تحریری طور پر متحد رہنے کا اعلان کر چکے ہیں۔

(۱) سردار خیر بخش خاں مری (۲) سردار عطاء اللہ مینگل (۳) سردار محمد خاں باروزئی (اسپیکر) (۴) میر گل خاں نصیر (۵) سردار عبدالرحمٰن (۶) نوابزادہ شیر علی خاں نوشیروانی (۷) آغا عبدالکریم بلوچ (۸) مولانا شمس الدین (ڈپٹی اسپیکر) (۹) مس فضیلہ عالیانی (۱۰) میر احمد نواز بگٹی (۱۱) میر دوست محمد (۱۲) مولانا صالح محمد۔

جہاں تک نیپ کے ایک رکن میر جاکر خاں ڈومکی کا تعلق ہے۔ وہ گورنر بگٹی کے داماد ہیں۔ اور وہ نواب بگٹی کے دباؤ کے تحت اتنا تو کر سکتے ہیں کہ نیپ کا ساتھ نہ دیں۔ لیکن یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ نیپ کے خلاف ووٹ دینگے۔ ایک ذریعہ کا کہنا ہے کہ میر جاکر خاں نے یہ بات نواب بگٹی پر بھی واضح کر دی ہے لہذا بہت ممکن ہے کہ میر جاکر خاں اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہوں گے اور اگر انہیں مجبور کیا گیا تو وہ مستعفی ہونے کو زیادہ ترجیح دینگے۔

پھر دوسرے رکن جمعیتہ کے سید حسن شاہ ہیں وہ نیپ و جمعیتہ کی مخالفت ایسی صورت میں کر سکتے ہیں کہ برسر اقتدار پارٹی ان کی مبینہ شرائط مان لے۔ ان شرائط میں وزارت دینے کی شرط بھی شامل بتائی جاتی ہے۔ اس طرح اگر پیپلز پارٹی بہت کوشش کرے تو نیپ و جمعیتہ کے ۱۲ اراکین کے مقابلے میں ۹ اراکین کی حمایت حاصل کر سکتی ہے اور جمہوری نقطہ نظر سے کسی طرح بھی اکثریت قرار نہیں پا سکتی۔ اگر غیر جمہوری اقدام کے ذریعہ اقلیت کو اکثریت پر مسلط کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر مسئلہ وزارتوں کی تقسیم کا رہ جاتا ہے۔ پچھلے دنوں کچھ صاحب اقتدار لیڈروں کے حوالے سے یہ خبر آئی تھی کہ کابینہ پانچ وزراء پر مشتمل ہوگی۔ اگر یہ درست ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ وہ کون سے تین "بدقسمت" ممبر ہوں گے جو بغیر وزارت کے حکومت کی "سپورٹ" پر رضامند ہو جائیں گے؟ اور پھر وزارت اعلیٰ کا معاملہ کس طرح طے پائے گا؟ کیونکہ وہاں بھی ایک انار تین بیمار والی بات ہے۔

سردار غوث بخش رئیسانی بظاہر مرکزی وزارت "سے مطمئن" ہیں۔ لیکن وزارت اعلیٰ کی بات آئی تو یقیناً وہ بھی امیدواروں میں شامل ہوں گے۔ خان عبدالصمد خاں اچکزئی بڑے بیچ بچا کر پیپلز پارٹی کی حمایت کر رہے ہیں۔ یعنی صدر بھٹو کی حد تک تو وہ کھل کر ساتھ ہیں لیکن مقامی قیادت کی تمام پالیسیوں سے اتفاق نہیں کرتے شنید ہے کہ وہ بھی متوقع امیدواروں میں شامل ہیں۔ اور ان کے حامی یہ نکتہ اٹھا رہے ہیں کہ بلوچستان میں بلوچ اور پشتون آبادی کی بنیاد پر گورنر یا وزیر اعلیٰ میں سے ایک عہدہ پشتون کے پاس ہونا چاہیئے۔ سنا ہے کہ پیپلز پارٹی بھی توازن برقرار رکھنے کے لئے یہ پسند کرتی ہے کہ نواب بگٹی جیسے گورنر کے ساتھ اچکزئی جیسا وزیر اعلیٰ ہو۔ لیکن نواب بگٹی اس تجویز کے حامی دکھائی نہیں دیتے۔ باخبر ذرائع کے مطابق نواب بگٹی جام صاحب لسبیلہ کو وزیر اعلیٰ بنانے کے حق میں ہیں، بہر حال وزارت اعلیٰ کے لئے بہ اتفاق رائے نہ ہوا تو پیپلز پارٹی اور حلیفوں کی "اقلیت" اور مختصر ہو جائے گی اور بعض ممبر غیر جانبدار ہو سکتے ہیں۔ ایک اطلاع ہے کہ اعلیٰ سطح کی سیاست میں یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ نواب بگٹی وزیر اعلیٰ بن جائیں اور گورنر کسی اور کو بنا دیا جائے۔ ایسی صورت میں چھ ماہ کے اندر نواب بگٹی کو صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہونا پڑے گا اور اس کے لئے میر جاکر خاں ڈومکی کی سیٹ خالی کرائی جا سکتی ہے۔

موجودہ صوبائی انتظامیہ ان اقدامات کو ختم کر رہی ہے جو سابق حکومت نے کئے تھے۔ اس سلسلے میں سابق حکومت کے حامیوں کے خلاف کارروائیاں بھی جاری ہیں نیپ اور طلبہ کے کئی لیڈروں کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور دوسروں کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔

نیپ کی مرکزی باڈی کے پبلسٹی سیکرٹری جناب زمرد حسین کے پرنٹنگ پریس (قلات پریس) کو سرکاری پرنٹنگ کا کام دینے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ یہ پریس عموماً درسی کتب وغیرہ چھاپتا تھا۔ سابق حکومت نے ۱۸ نائب تحصیلدار بھرتی کئے تھے۔ ان کی ملازمت ختم کی جا رہی ہے اور جن پانچ نائب تحصیلداروں کو ترقی دے کر تحصیلدار بنایا گیا تھا۔ ان کی تنزلی کے لئے کارروائی ہو رہی ہے۔

"ٹیکسٹ بک بورڈ" کے چیئرمین آغا نصیر الدین کو برطرف کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ ڈائریکٹر تعلیمات پروفیسر خلیل صدیقی کو بھی تبدیل کیا جا رہا ہے۔

ایسے کئی پی سی ایس افسروں کی خدمات مرکز کے سپرد کی جا رہی ہیں جو موجودہ حکمرانوں کی نظر میں نیپ و جمعیتہ کے حامی تھے۔ اب تک جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان میں سابق وزیر اطلاعات میر گل خاں نصیر کے چھوٹے بھائی اور بلوچستان نیپ کے جنرل سیکرٹری امیر الملک مینگل اور ممتاز رہنما میر شیر محمد مری بھی شامل ہیں۔

چند روز قبل ایک اور سابق صوبائی وزیر سردار عبدالرحمٰن کے چھوٹے بھائی محسن بلوچ کو گرفتار کیا گیا ہے جو لوکل سیلف گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیں۔ ان پر ناجائز اسلحہ رکھنے کا الزام ہے جن لوگوں کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے گئے ہیں ان میں بی ایس او کے مرکزی صدر خیر جان بلوچ اور پاکستان آرٹس کونسل کے صوبائی آرگنائزر لال بخش رند کے نام بھی بتائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ روپوش ہیں اور خیر جان بلوچ کے بارے میں شنید ہے کہ وہ ایک پڑوسی ملک میں ہیں۔ تاہم اس بات کی ابھی تک تصدیق نہیں ہو سکی۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں

شیرانی قوم نے بالاتفاق جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کر دیا

مورخہ ۲۲ مارچ کو حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کلاچی نے جناب حاجی سادہ گل صاحب مہتمم مدرسہ بوستان العلوم کی دعوت پر علاقہ شیرانی کا ایک کامیاب دورہ کیا۔ حضرت قاضی صاحب ۲۲ مارچ کو درازندہ بس سے تشریف لائے۔ شیخ میلہ پہنچنے پر اراکین جمعیۃ اور مدرسہ بوستان العلوم کے طلباء نے شاندار استقبال کیا اسلام زندہ باد، جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد اور اکابرین جمعیۃ زندہ باد کے پرجوش نعرے لگائے گئے۔ تمام شیرانی قوم کو مدعو کیا گیا تھا۔ علاقہ شیرانی ایک پہاڑی علاقہ ہے جس میں مواصلات کا انتظام نہیں۔ اس لئے ساری رات لوگوں کا آنا جاری رہا۔ اور صبح نو بجے تک لوگ دور دراز علاقہ سے آ رہے تھے۔ دن کے دس بجے جلسہ عام کا پروگرام شروع ہوا۔ حافظ محمد شفیق نے تلاوت کلام پاک فرمائی اس کے بعد علاقہ شیرانی کے مشہور نعت خوان حافظ محمد عبداللہ نے نعت پڑھی۔ نعت کے بعد مولانا صبغت اللہ صاحب نے تقریر شروع کی اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر جاری رکھی۔ علماء حق کے ساتھ سامعین کو وابستہ رہنے کی تاکید کی اور جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ ہر قسم کا تعاون و امداد کرنے کی ترغیب دی۔

اس کے بعد حضرت مولانا عبداللطیف صاحب تشریف لائے۔ سامعین حضرات آپ کی تشریف آوری کے بہت منتظر تھے۔ جلسہ کی صدارت کے لئے صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب کو منتخب کیا گیا اور ناظم جمعیۃ مولوی علم الدین صاحب نے سپاسنامہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت قاضی صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ آپ نے دو گھنٹے تک اپنی تقریر جاری رکھی اور اپنی مفصل تقریر میں فرمایا۔ بعثت رسول اور نزول قرآن کے لئے سرزمین عرب کو منتخب کرنے کی حکمت یہ تھی کہ وہ قول کے پکے اور جھوٹ کو سخت عار سمجھتے تھے۔ لیکن آج کل یہ حالت ہے۔ صبح کو تعریف اور شام کو اسی شخص کی مذمت کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے قول کا پابند رہنا چاہیئے تھا اور دین اسلام کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیئے تھا۔ آپ نے فرمایا جب پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس پچیس سال تک اسلام کو نافذ کرنے کے بجائے اسلام کے خلاف تحریکوں کو آگے بڑھایا گیا۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ حکومت کی باگ ڈور ان لوگوں کے ہاتھ میں رہی جو دین سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور دین کی قدر وہی جانتا ہے جو قرآن و حدیث کے علوم سے واقف ہو۔ اس لئے مسلمانوں کو علم دین سے آگاہ ہونا نہایت ضروری ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہم نے کبھی اصولوں پر سودا بازی نہیں کی۔ اور حضرت مفتی اعظم نے اصولوں کی خاطر وزارت اعلیٰ جیسے عہدے کو ٹھکرا دیا۔ پاکستان کی تاریخ میں آج تک کسی نے از خود استعفا پیش کرنے کی جرأت نہیں کی بلکہ انہیں کان سے پکڑ کر اتار اگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اسلامی آئین کے بغیر کسی بھی دوسرے آئین کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور اگر غیر اسلامی آئین ہم پر مسلط کیا گیا تو اس کی مزاحمت کی جائے گی۔

آخر میں آپ نے سامعین کو جمعیۃ علماء اسلام کے شاندار کارناموں سے آگاہ کیا اور جمعیۃ کے ساتھ وابستہ رہنے کی تاکید کی۔ تمام مخاطبین نے بالاتفاق جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کیا اور جمعیۃ کو ہر قسم کی امداد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جلسہ عام کے بعد آپ نے علاقہ شیرانی کے علماء کے خصوصی اجلاس کو خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تحریک جمعیۃ کو منظم طریقہ پر جاری رکھیں۔ کیونکہ آج کل تنظیم اور اتفاق ہی کے ذریعہ فتح اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اتفاق ہی کا نتیجہ ہے کہ ویٹ نام نے امریکہ کے ایٹم بم پر فتح پائی۔ اگر ہماری یہ تحریک منظم طریقے سے جاری رہی تو وہ دن دور نہیں کہ پاکستان میں قرآن و سنت کا قانون جاری ہو جائے۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرما کر جانے کی تیاری کی اور آپ کو رخصت کیا گیا۔

(حافظ محمد شفیق صدر جمعیۃ طلباء اسلام شیرانی)

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی کا خطاب

جہلم نماز جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے حضرت مولانا عبداللطیف صاحب، ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم نے فرمایا کہ پاکستان بہت نازک دور سے گذر رہا ہے اور بعض مطلب پرست ایسے نازک وقت میں بھی سقوط مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کر رہے ہیں۔ مولانا نے راولپنڈی لیاقت باغ کے حالیہ واقعہ کی شدید مذمت کی اور کہا کہ یہ سوچی سمجھی سازش ہے۔ انہوں نے کہا کہ بعض لوگ متحدہ محاذ پر الزام لگاتے ہیں۔ مگر یہ بے بنیاد ہیں۔ سرحد سے آنے والوں کی تین جگہوں پر تلاشی لی گئی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ دو دن پہلے سے اسلحہ جمع کیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کی سی آئی ڈی کوئی کام نہیں کر رہی۔ دارالخلافہ میں اسلحہ جمع ہو رہا ہے اور سی آئی ڈی کو خبر تک نہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ اس سے قبل بنگالی کا مسئلہ کھڑا کر کے ملک کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ آج پھر پٹھان اور پنجابی کی لڑائی کھڑی کر کے بقیہ پاکستان کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ آخر میں مولانا صاحب نے ایک قرارداد پیش کی جو کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے ہاتھ کھڑے کر کے پاس کی۔

مسلمانان جہلم کا یہ عظیم اجتماع سانحہ لیاقت باغ راولپنڈی ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء متحدہ جمہوری محاذ کے آئینی جلسہ پر جس میں محاذ والوں نے اپنے اغراض و مقاصد بیان کرنے تھے، مسلح غنڈوں نے حملہ کر کے جلسہ کو درہم برہم اور نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اور بسوں شامیانوں وغیرہ کو نذر آتش کر دیا گیا شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات سپریم کورٹ کے کسی جج سے کرائی جائے اور اس حادثہ کے جانی و مالی نقصان کا معاوضہ دیا جائے۔

مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی ہدایت

روزنامہ مشرق کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے

صدر متحدہ جمہوری محاذ صوبہ سرحد مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے متحدہ جمہوری محاذ میں شامل تمام جماعتوں اور سیاسی ورکروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ روزنامہ اخبار مشرق کا بائیکاٹ کریں۔ اخبار مشرق صحافتی روایات اور اخلاقی حدود سے تجاوز کر کے صرف حکومتی پارٹی کے ترجمان کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ حکومتی پارٹی کے ہر جھوٹ کو شہ سرخیوں سے شائع کر کے عوام کے ذہنوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ صدر جمہوری محاذ صوبہ سرحد نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ نیشنل پریس ٹرسٹ کو فوراً توڑ دیں۔ اس لئے کہ یہ قومی اخبارات قوم کی راہنمائی کے بجائے صرف حکومتی پارٹی کی راہنمائی کر رہا ہے۔ اسے نیشنل پریس ٹرسٹ کہنا پوری قوم کی توہین ہے۔ اور اگر حکومت نیشنل پریس ٹرسٹ کو توڑنے پر آمادہ نہیں ہوتی تو جمہوری محاذ ایک عملی اقدام کے ذریعہ سے حکومت کو توڑنے پر مجبور کرے گا۔

بصیرپور میں یوم شہداء منایا گیا

آج مورخہ ۳۰ مارچ جامع مسجد بریلوی والی بصیرپور ضلع ساہیوال میں سانحہ راولپنڈی کے سلسلے میں یوم شہداء منایا گیا جس میں مختلف مقررین نے تقریریں کیں۔

مستری ابراہیم صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا موجودہ حکومت بھی وہی ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے جو سابقہ حکومتوں نے حق کو دبانے کے لئے کئے۔ جس کا واضح ثبوت ۲۳ مارچ کو راولپنڈی کے جلسہ عام میں ملتا ہے جو متحدہ محاذ کی طرف سے منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع میں مندرجہ ذیل قراردادیں پیش ہوئیں جو بالاتفاق رائے پاس ہوئیں۔

(۱) مسجد بریلوی والی کا یہ اجتماع راولپنڈی کے سانحہ پر حکومت سے سخت احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت شہداء راولپنڈی کے ورثاء اور بس مالکان کو جن کی بسیں نذر آتش کی گئیں فی الفور معاوضہ ادا کرے اور اس سانحہ کی سپریم کورٹ کے جج سے تحقیقات کرائی جائے۔

(۲) مرکزی حکومت صوبہ سرحد اور بلوچستان کی حکومتوں کو جلد از جلد بحال کرے۔

ایجنٹ حضرات توجہ فرمائیں

ماہ مارچ کے بل آپ کی خدمت میں بھیج چکے ہیں جلد از جلد ادائیگی کر کے مشکور فرمائیں۔

جمعیۃ بہاولپور کا اجلاس

دفتر جمعیۃ ضلع بہاولپور میں جمعیۃ علماء اسلام کا ضلعی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت جناب چوہدری محمد طفیل صاحب نے کی۔ اجلاس میں ضلع کے تقریباً دو سو نمائندوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں ضلعی ناظم اعلیٰ سید عبدالستار ہمدانی نے سابقہ کارروائی پڑھ کر سنائی اور ضلع کے از سر نو انتخابات عمل میں لانے کی درخواست کی۔ چنانچہ ضلع کے نمائندوں نے کارروائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بحث و تمحیص کے بعد اتفاق رائے سے خان غلام سرور خان ضلع بہاولپور کے امیر منتخب ہو گئے۔ اس کے بعد تین نائب امیر تحصیل بہاولپور سے چوہدری محمد طفیل۔ تحصیل حاصل پور سے ڈاکٹر محمد شریف صاحب اور تحصیل بہاولپور شرقیہ سے سید محمد علی شاہ منتخب ہو گئے۔ ضلعی ناظم اعلیٰ کے لئے ڈاکٹر شبیر احمد، مولانا خیر محمد اور محمد انور صاحب منتخب ہوئے۔ خازن جناب عبدالحمید صاحب اور سالار ضلع ڈاکٹر اختر صاحب اور نائب سالار عبدالحق صاحب منتخب ہو گئے۔ اس کے علاوہ تیس اراکین ضلعی مجلس شوریٰ کے لئے منتخب کئے گئے۔ جن میں سے پانچ نمائندے جمعیۃ طلباء اسلام کے ہیں۔

اجلاس میں مولانا خیر محمد صاحب۔ چوہدری طفیل محمد صاحب۔ غلام سرور خان صاحب۔ سید عبدالستار ہمدانی۔ نور الٰہی۔ ڈاکٹر شبیر احمد صاحب۔ مولوی محمد سعید صاحب۔ ملک محمد دین صاحب اور رانا ممتاز صاحب نے گرما گرم بحث اور تقاریر کیں اور اپنی تجاویز سے اجلاس کو کامیاب بنایا۔

اجلاس میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ جس میں مفتی محمود صاحب کی تمام پالیسیوں کی پرزور حمایت کی گئی۔

دوسری قرارداد کے ذریعہ برسراقتدار طبقہ کی پرزور مذمت کی گئی کہ اس نے عوام کی آواز کو دبانے کے لئے گولی اور دفعہ ۱۴۴ کا استعمال روا رکھا۔ نیز ۲۳ مارچ کے شہدائے راولپنڈی کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔ نیز مطالبہ کیا کہ صوبہ بھر سے جلسے اور جلوسوں کی تمام پابندیاں ختم کی جائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ بلوچستان کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالغفور صاحب ہوا جس میں صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کے عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آیا جو مندرجہ ذیل ہے۔

سرپرست مولانا عبدالغفور صاحب۔ امیر صوبہ مولوی محمد شمس الدین صاحب۔ نائب امیر اول مولوی ابوبکر نائب امیر دوم مولوی محمد اسحاق قریشی۔ جنرل سیکرٹری محمد سلطان خان ایڈووکیٹ۔ ناظم عمومی مولوی عبدالواحد

شاعر انقلاب جانباز مرزا کی حج سے واپسی

لاہور ۸ اپریل۔ جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما اور ماہنامہ تبصرہ لاہور کے ایڈیٹر جناب مرزا غلام نبی جانباز ۸ اپریل کو حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بذریعہ عوامی ایکسپریس لاہور پہنچ گئے۔ اسٹیشن پر ان کے عقیدت مندوں اور عزیز و اقارب کی کثیر تعداد نے ان کا خیر مقدم کیا۔

جانباز مرزا کی دفتر ترجمان اسلام میں آمد

حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد مرزا جانباز صاحب پہلی بار دفتر ترجمان اسلام میں تشریف لائے۔ مدیر ترجمان اسلام حافظ محمد حنیف صاحب ندیم اور دفتر کے دیگر عملہ نے ان کو خوش آمدید کہا۔ بعد میں چائے اور مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ مرزا جانباز صاحب نے اس مخصوص محفل میں اپنے سفر حج کے واقعات پر روشنی ڈالی، کافی دیر تک محفل گرم رہی۔

حافظ خلیل احمد قیصر کی حج سے واپسی

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے دفتر کے عملہ کے ایک رکن اور منیجر حافظ خلیل احمد صاحب قیصر حج بیت اللہ شریف سے واپس پہنچ گئے۔

(وکیل احمد ناصر)

نائب ناظم مولوی غلام سرور صاحب۔ سیکرٹری اطلاعات منظور احمد صاحب۔ خازن سید نصر الدین صاحب۔ سالار رضاکاران مولوی عبدالمنان صاحب۔

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی مجلس عمومی کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالغفور صاحب ہوا اور باتفاق رائے مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی کا یہ اجلاس سانحہ راولپنڈی پر جو کہ ۲۳ مارچ کو پیش آیا اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کی تحقیقات سپریم کورٹ کے ججوں سے کرائے اور ساتھ ہی حکومت کے اس دعویٰ کو غلط قرار دیتا ہے کہ متحدہ جمہوری محاذ نے اپنے جلسے میں خود گڑبڑ پیدا کی۔ حالانکہ ایسا ممکن نہیں کہ کوئی پارٹی اپنا جلسہ خود خراب کرے۔ یہ اجلاس حکومت پر الزام عائد کرتا ہے کہ وہ اس اجلاس میں امن عامہ قائم رکھنے میں ناکام رہی جس کے نتیجے میں بے گناہ لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ وزیر داخلہ (پنجاب) نااہلی کے سبب مستعفی ہو جائیں۔ یہ اجلاس اس حادثہ کے شہداء کو نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پاکستان بھر میں سیاسی قیدیوں کو رہا کرے اور سیاسی گرفتاریاں بند کرے اور قیدیوں پر ظلم بند کرے۔

(۳) جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس بلوچستان میں بڑھتی ہوئی گرانی پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں مثبت قدم اٹھائے تاکہ لوگوں کو بڑھتی ہوئی گرانی سے نجات حاصل ہو جائے۔

(۴) جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی مجلس عمومی کا یہ اجلاس حکومت پاکستان کے ذمہ دار افراد اور گورنر بلوچستان کے بیانات پر حیرت کا اظہار کرتا ہے کہ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ بلوچستان میں جلدی عوامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ جمعیۃ اور نیپ کا معاہدہ مضبوط ہے اور ان کے اس معاہدہ کے تحت بلوچستان میں صرف اور صرف نیپ جمعیۃ کی متحدہ حکومت ہی قائم ہو سکتی ہے اور ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا اور نہ ہی مستقبل قریب میں ان جماعتوں کے بغیر کوئی حکومت بن سکتی ہے۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اکثریتی پارٹی کو فوری طور پر حکومت بنانے کے لئے دعوت دے۔

(۵) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت کی قید میں جنگی قیدیوں کی رہائی کے لئے دوست ممالک پر زور ڈالا جائے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں مکمل طور پر اسلامی قانون نافذ کئے جائیں۔ اور بلوچستان میں لاکمشن کی سفارشات کے مطابق فوری طور پر اصلاحات کی جائیں۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پریس ٹرسٹ کے اخبارات جمعیۃ علماء اسلام کے متعلق زہریلا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ ان کو اس پروپیگنڈے سے منع کیا جائے اور اسے فوری بند کیا جائے۔

میانوالی میں یوم شہداء راولپنڈی

میانوالی حسب اعلان صدر متحدہ محاذ پیر صاحب آف پگاڑو شریف موتی مسجد و دیگر شہر کی متعدد مساجد میں یوم شہداء منایا گیا۔ راولپنڈی لیاقت باغ ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کے پیش آنے والے سانحۂ عظیم پر رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا۔ سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت سرعام فائرنگ اور ہلڑبازی کی مذمت کی گئی۔ زخمی اور شہید ہونے والوں کے ساتھ اظہار ہمدردی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ عدالت عالیہ کے ججوں کے ذریعہ لیاقت باغ کے واقعہ کی تحقیق کرا کے مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ ایسے حالات جو ملک و ملت کی بربادی کے باعث بنیں رونما نہ ہونے پائیں۔

علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد رمضان صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب نے متحدہ جمہوری محاذ کو اپنی جماعت کی طرف سے یقین دلایا کہ میری پارٹی محاذ کے پروگرام آئین کے اسلامی جمہوری بنانے کے سلسلہ میں مکمل حمایت اور تعاون کرے گی۔

احمد سعید

ناظم جمعیۃ علماء اسلام میانوالی

جمعیۃ علماء اسلام ملتان کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ملتان کا اجلاس زیر صدارت الحاج حافظ محمد شریف صاحب آزاد کی زیر صدارت ہوا۔ اتفاق رائے سے درج ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

(۱) اجلاس یوم پاکستان پر ملک و ملت کے باسیوں کو یاد دلاتا ہے کہ جن مقاصد کے لئے آج کے دن قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی۔ ان کی تکمیل سے ناقابل معافی اغماض برتا گیا ہے۔ اگر اب بھی حکمرانوں نے عوامی استحصال کی پالیسی ترک نہ کی اور اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے سبق حاصل نہ کیا، عوام کو گمراہی، انتشار، بدگمانیوں اور خوش فہمیوں کے اندھیروں سے نہ نکالا تو نتائج کی ذمہ داری انہی پر ہوگی۔

(۲) اجلاس آئین سازی کے مسئلہ میں حزب اختلاف اور صدر بھٹو کے درمیان مفاہمت کو پاکستان کی سالمیت تحفظ اور استحکام کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ اس موقع پر پنجاب کے گورنر غلام مصطفیٰ کھر کے اشتعال انگیز بیانات، انٹرویو اور دھمکیوں کو بلا جواز اور بے مقصد قرار دیتا ہے اور ان کی مذمت کرتا ہے۔

گورنر پنجاب کو یہ غلط فہمی ہے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں۔ حکومت کی وعدہ خلافیوں، ناعاقبت اندیشیوں، غیر جمہوری ہتھکنڈوں اور ظلم و تشدد سے لوگ مایوس ہو چکے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے نعروں کی ہوا اکھڑ چکی ہے لوگوں کو نہ ان کی جمہوریت پر اعتماد ہے اور اسلام و سوشلزم پر۔ گورنر پنجاب ایک ذمہ دار آدمی ہیں ان کو غیر ذمہ دارانہ بیانات سے اجتناب کرنا چاہئیے۔

(۳) اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ متحدہ جمہوری محاذ کی پیش کردہ دستوری ترامیم کو زیر بحث دستور کے مسودہ میں شامل کیا جائے۔ دستور جامع اور دیرپا ہونا چاہئیے اور آئین کو چاروں صوبوں کے اراکان پارلیمنٹ اور اپوزیشن کی تائید و حمایت بھی حاصل ہونی چاہئیے۔ ماضی میں جو دستور ناکام ہوئے ہیں۔ ان کی ناکامی کی وجہ یہی تھی کہ وہ گروہی مفادات کے پیش نظر مرتب کئے گئے تھے یا کسی ایک فرد کے مفادات کا تحفظ کیا گیا تھا۔

(۴) اجلاس صدر بھٹو کی طرف سے ظفر اللہ خاں قادیانی کی مدح سرائی پر اظہار استعجاب کرتا ہے۔ مرزائیوں نے پاکستان کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اور لوگ ان سے جس قدر نفرت کرتے ہیں۔ اس کے پیش نظر صدر صاحب کو ظفر اللہ خاں کی مدح سرائی سے اجتناب کرنا چاہئیے تھا۔

اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ امت قرار دے کر ان کے اقلیتی حقوق متعین کئے جائیں اور تمام کلیدی آسامیوں سے ان کو الگ کیا جائے اور کسی مرزائی کو آئندہ مرکزی عہدہ پر فائز نہ کیا جائے۔

(۵) اجلاس سوت کی گرانی پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مل اونرز کی لوٹ کھسوٹ کی ذمہ دار حکومت پاکستان کو قرار دیتا ہے۔ عوام کے حقوق کی دعویدار جماعت استحصال پسند گروہ کے سامنے گھٹنے ٹیک چکی ہے اور سرمایہ داروں نے ملکی معیشت پر ایسا قبضہ کر لیا ہے کہ حکومت تماشائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ گذشتہ ایک سال سے سوت اور اشیائے صرف کی مہنگائی ختم کرنے کے مطالبات کئے جا رہے ہیں مگر مہنگائی روز بروز بڑھتی گئی اور کارخانہ داروں کی گرفت مضبوط ہوتی گئی۔ حکومت زبانی طور پر سوشلزم کی دعویدار ہے۔ مگر عملاً ظالمانہ سرمایہ داری کی محافظ بنی ہوئی ہے۔ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ سوت کے نرخ مقرر کئے جائیں اور صارفین کو مقررہ نرخوں پر حسب ضرورت سوت فراہم کیا جائے۔ اگر حکومت نے فوری کوئی موثر فیصلہ نہ کیا تو لاکھوں پارچہ باف بے روزگار ہو جائیں گے

(محمد یعقوب شیخ)

جمہوری قدروں کو پامال نہ کیجئے

ملتان۔ بہاولپور ڈویژن اور ملتان ڈویژن کے ممتاز سیاسی و دینی رہنماؤں کا ایک اجلاس دفتر جمعیۃ میں منعقد ہوا۔ مولانا محمد لقمان علی پوری، قاری حماد اللہ اور مولوی عبدالصبور مبلغ جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں نے خطاب کیا اور درج ذیل قرارداد منظور ہوئی۔

اجلاس لیاقت باغ راولپنڈی میں اپوزیشن جماعتوں کے تاریخی اجتماع میں گڑبڑ پھیلانے، فائرنگ کرنے اور املاک کو نقصان پہنچانے کی کارروائی پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اسے حکومتی پارٹی کی اشتعال انگیزی قرار دیتا ہے۔

اگر حکومتی پارٹی نے تشدد کی پالیسی ترک نہ کی اور عوامی جلسوں میں اور جلوسوں میں ہنگامہ آرائی کے ڈرامائی واقعات کو ختم نہ کیا تو پھر سرکاری پارٹی کے اجتماعات بھی اسی طرح کے حادثات کی نذر ہو سکتے ہیں اور اس طرح پاکستان میں قانون، انسانیت اور جمہوری قدروں کو شدید نقصان پہنچے گا۔ یہ واقعات مسلمہ اصولوں کو پامال کرنے کے مترادف ہیں۔ اس طرح پاکستان دنیا بھر میں رسوا ہوگا۔

اجلاس حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے ہائیکورٹ کے کسی جج کو مقرر کیا جائے اور مکمل طور پر غیر جانبدارانہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اجلاس قیمتی جانوں کے ضیاع اور کثیر تعداد میں لوگوں کے زخمی ہونے کے اس واقعہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

جمعیۃ ڈیرہ غازیخاں کا انتخاب

امیر مولانا عبدالمجید شاہ صاحب ندیم۔ نائب امیر مولانا عبدالواحد صاحب۔ بلاک ۱۵ ڈیرہ غازیخاں

ناظم اعلیٰ حاجی محمد یوسف صاحب

ناظم — مولوی عطاء الرحمٰن صاحب

خازن — محمد امین صاحب

ناظم نشر و اشاعت — مولوی عبدالرسول صاحب

مولانا سید صادق حسین اور مفتی عبدالحلیم کی وضاحت

جھنگ صدر ۱۳ مارچ۔ مولانا سید صادق حسین خطیب جامع مسجد غلہ منڈی اور مولانا مفتی عبدالعلیم خطیب جامع مسجد لاہوری نے ہمارے نمائندہ پر واضح کیا کہ ہم دونوں کا کسی سیاسی تحریک سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ہمیں سیاسی امور سے کوئی دلچسپی ہے۔ ہماری زندگی کا منتہا صرف علوم شرعیہ کی تدریس اور دین کی خدمت ہے۔ چونکہ بعض احباب ہمارے بارے میں شبہات رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم اس کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

بہاولپور شہر حلقہ ۱ کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام حلقہ ۱ محلہ سادات مچھلی بازار زیر صدارت جناب خان غلام سرور خاں صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل شاخ کا انتخاب اتفاق رائے سے ہوا۔ عہدیداران یہ ہیں:۔

امیر محمد مفتی خاں۔ نائب امیر غلام حسین محمد مفتی ناظم اعلیٰ صوفی علی محمد۔ خازن شوکت علی۔ سالار صوفی عطا محمد۔ (عبدالرشید ناظم دفتر)

جمعیۃ بہاولپور و رحیم یارخاں کا مشترکہ اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع بہاولپور و ضلع رحیم یارخاں کا ایک مشترکہ اجلاس غلام سرور خاں صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع بہاولپور کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اجلاس سے ضلع رحیم یارخاں کے جناب قاری حماد اللہ شفیق صاحب اور عبدالصبور صاحب سالار جمعیۃ گارڈ رحیم یارخاں نے خطاب کیا۔

قاری حماد اللہ شفیق نے اپنی تقریر کے دوران جمعیۃ کے رضا کاروں کو نظم و نسق قائم رکھنے کی تلقین کی ہے۔ جلسہ میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع بہاولپور و ضلع رحیم یارخاں کا یہ مشترکہ اجلاس راولپنڈی میں متحدہ محاذ کے جلسہ میں فائرنگ کر کے بیگناہ افراد کو زخمی اور موت کے گھاٹ اتار دینے کی پرزور مذمت کرتا ہے اور حکومت سے غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ حکمران پارٹی کے اس فعل کو نہایت ہی مکروہ قرار دیتا ہے۔

(۲) جمعیۃ کا یہ اجلاس متحدہ محاذ کے اسمبلی کے اجلاس سے بائیکاٹ کے فیصلہ کو صحیح اور جرأت مندانہ اقدام قرار دیتا ہے۔

(۳) جمعیۃ کا یہ اجلاس مرکزی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کو مکمل آزادی دی جائے اور پریس ٹرسٹ کو بلا تاخیر توڑ دیا جائے۔

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ قاضی محمد اشرف

جمعیۃ طلباء اسلام حیدرآباد کے ممتاز رہنما محمد اکمل ندیم گرفتار کرلئے گئے

محمد اکمل کو فوراً رہا کیا جائے، مرکزی رہنماؤں اور صوبہ سندھ کے سیکرٹری جنرل کا مطالبہ

حیدرآباد ۹ اپریل۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے ممتاز رہنما محمد اکمل ندیم کو مارکیٹ تھانے میں ایک تقریر کی وضاحت کے لئے طلب کیا گیا اور بغیر کسی وارنٹ دکھائے گرفتار کرلیا۔ محمد اکمل ندیم نے کچھ دن قبل قادیانیوں کے خلاف تقریر کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا۔ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ محمد اکمل ندیم کی گرفتاری پر مرکزی رہنما محمد اسلوب قریشی اور صوبہ سندھ جمعیۃ طلباء اسلام کے سیکرٹری جنرل محمد اقبال شیخ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ آج تک ہمیں اس ملک میں جمہوریت کا دور نصیب نہیں ہوا۔ عوامی حکومت بننے کے بعد بھی عوام کو یہ آزادی نصیب نہیں ہوئی کہ اپنے خیالات عوام کے سامنے بلاجھجک بیان کرسکیں۔ انہوں نے محمد اکمل ندیم جو حیدرآباد شہر کی جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ ان کی حال ہی میں ایک تقریر کے الزام میں گرفتاری کی سخت مذمت کی۔ جناب شیخ صاحب نے مزید کہا کہ یہ انتہائی غیر جمہوری اقدام ہے کہ طالب علموں کو اپنے خیالات عوام کے سامنے پیش کرنے پر گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ محمد اقبال شیخ نے حکومت سندھ سے مطالبہ کیا ہے کہ محمد اکمل ندیم کو فوراً رہا کیا جائے۔

سید مطلوب علی زیدی کا دورہ

سید مطلوب علی زیدی سندھ و بلوچستان کے دو ہفتہ تفصیلی دورے پر ۸ اپریل کو لاہور سے روانہ ہوگئے۔ زیدی صاحب اپنے دورہ میں دونوں صوبوں کی تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیں گے اور خصوصی خطاب کرنے کے علاوہ آیندہ کے لئے ضروری ہدایات دیں گے۔

جمعیۃ طلباء اسلام واہ کینٹ کا انتخاب

صدر عظمت مختار قریشی (فرسٹ ایئر) نائب صدر مظہر نوید (فرسٹ ایئر) ناظم اعلیٰ عابد حسین اعوان (فرسٹ ایئر) ناظم اسرار احمد فرسٹ ایئر ناظم نشریات شیخ حیدر فرسٹ ایئر۔ خازن محمد اکرام فرسٹ ایئر

جمعیۃ طلباء اسلام حیدرآباد کا انتخاب

صدر	محمد نواز	مدرسہ مفتاح العلوم
نائب صدر	محمد ابراہیم	گورنمنٹ کالج
ناظم اعلیٰ	مقصود احمد	"
ناظم	مجتبیٰ طارق	گورنمنٹ کالج لطیف آباد
ناظم نشریات	عبدالرشید	مدرسہ مفتاح العلوم
خازن	محمد اکمل ندیم	" "

مولانا بشیر حامد صاحب حصاری ترجمان اسلام کے ایڈیٹر مقرر کر دیئے گئے

جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان کے ناظم حضرت مولانا عبدالواحد صاحب نے حضرت مولانا بشیر حامد صاحب رحیم یارخاں کو ہفت روزہ ترجمان اسلام کا ایڈیٹر و انچارج مقرر کر دیا ہے۔ اس لئے جملہ خط و کتابت مضامین خبریں انہیں کے نام ارسال کریں۔ آئندہ پرچہ انہیں کی ادارت میں شائع ہوگا۔

قاری محمد حنیف صاحب کی حج بیت اللہ سے واپسی

ملک کے مشہور خطیب حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتانی حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر واپس ملتان تشریف لے آئے ہیں۔ ملتان اسٹیشن پر ان کے دوستوں، عزیزوں اور جماعتی ساتھیوں نے انہیں خوش آمدید کہا۔

حافظ آباد کا ہفت روزہ اجتماع

حافظ آباد ۶ اپریل۔ جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کا ہفت روزہ اجتماع زیر صدارت عبدالحمید عاصم منعقد ہوا۔ موضوع مسلمانوں کے اخلاقی پستی کے اسباب کیا ہے۔ تلاوت محمد اشرف نے کی۔ عبدالحمید عاصم نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارے جو اخلاق تباہ ہوگئے ہیں۔ یہ اسلام اور علماء حق سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے طلباء سے اپیل کی کہ وہ علماء حق سے ملیں اور ان سے رہنمائی حاصل کریں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہیپیوں کا پاکستان میں داخلہ بند کردیں کیونکہ انہوں نے ہمارے اخلاق تباہ کردیئے اور ہماری نسل کو لادینیت کی طرف لے چلے ہیں۔ اجلاس سے محمد رشید اور محمد اشرف نے بھی خطاب کیا۔

ہندو خاندان کا قبول اسلام

خیرپور ۳۱ اپریل کو جامع مسجد خیرپور شہر میں ایک اجتماع ہوا۔ اجتماع میں ہندو خاندان کے چار افراد ایک مرد اپنے بچوں سمیت اسلام قبول کرلیا۔ جسے مولانا امیر الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام خیرپور نے کلمہ طیبہ پڑھائے۔ اس اجتماع میں جمعیۃ طلباء اسلام کی طرف سے اجتماع منعقد کیا گیا تھا۔ اجتماع سے طالب علم احمد شاہ کلاچی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سب مذہبوں سے افضل اور سچا مذہب اسلام ہے۔ ہر کوئی صاحب مذہب کو جمعیۃ طلباء اسلام کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہوجائیں۔ احمد شاہ صاحب نے جمعیۃ طلباء اسلام کی طرف سے نئے مسلمانوں کو مبارکباد پیش کی اس کے بعد اسلام زندہ باد۔ علماء حق زندہ باد۔ جمعیۃ طلباء اسلام زندہ باد کے نعروں کی آواز بلند ہوئی۔

بقیہ — مفتی محمود صاحب کا تبصرہ

کہ وہ جمہوریت کی سربلندی کے لئے سرحد و بلوچستان میں صحیح جمہوری طرز عمل اختیار کریں اور نیپ جمعیۃ کی وزارتوں کو بحال کردیں۔

ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے آئین کا جشن منانے کو قومی سرمایہ کا ضیاع قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ملک کو درپیش سنگین حالات کا تقاضا ہے کہ ہم ہر معاملے میں سادگی و انکساری اختیار کریں۔ ہمارے جوان بھارت کی قید میں ہیں۔ ملک کے اندر ہزاروں افراد قید و بند میں پڑے ہیں۔ طلباء، مزدور، کسانوں اور سیاسی لوگوں پر تشدد ہو رہا ہے۔ جیلوں میں ان کو اذیت دی جارہی ہے۔ مہنگائی نے عوام کی قوت خرید ختم کرکے رکھ دی ہے۔ ایسی حالت میں جشن منانے کا کیا حق رکھتے ہیں؟ یہی سبب ہے کہ حزب اختلاف کے نمائندے آئین کے جلوس میں

مقابلہ کس نے کیا؟ ان کی تردید میں کتابیں اور رسالے کس نے لکھے؟ کس نے تقریروں کے ذریعے اسلام کی حقانیت واضح کرتے ہوئے ان باطل فرقوں کی دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا، اور اس ہنگامہ میں کس طبقہ کے علماء کے ساتھ بہیمانہ سلوک روا رکھا گیا۔

برطانیہ کا ایک ایسا دور بھی گزرا ہے جس میں ان کا دعویٰ تھا کہ ہماری حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ لیکن جب فضلاء دیوبند نے مسلسل ان کے خلاف تحریکیں شروع کیں اور پورے ملک میں انگریز کے خلاف محاذ قائم کر دیا اس جابر طاقت نے اس تحریک سے کیا اثر لیا۔ اس کی نظر میں ان تحریکات کی کیا حیثیت تھی۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

رولٹ رپورٹ کے الفاظ:۔ رولٹ کمیٹی رپورٹ کے پیرے ۱۴۷ میں درج ہے۔ اگست ۱۹۱۶ء میں ریشمی خطوط کے واقعات کا انکشاف ہوا اور حکومت کو اس سازش کا پتہ چلا کہ یہ ایک منصوبہ تھا۔ جو اس خیال سے ہندوستان میں تجویز کیا گیا تھا کہ ایک طرف مغربی سرحدات پر گڑبڑ پیدا کرے اور دوسری طرف ہندوستانی مسلمانوں کی شورش سے اسے تقویت دے کر برطانوی راج ختم کر دیا جائے۔

فضلاء دیوبند ہمیشہ اس ظالم برطانیہ کے خلاف صدائے حق بلند کرتے رہے چنانچہ یوپی کے گورنر سر جیمس نے حضرت شیخ الہند رح دیوبندی کے بارے میں ایک موقع پر کہا تھا:

کہ اگر اس شخص کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کوچے سے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔ اور اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی کر دی جائے تو ہر بوٹی سے انگریزوں کے خلاف عداوت ٹپکے گی۔

حاشیہ سوانح قاسمی صفحہ ۸۴ ج ۲

اگر یہ فضلاء دیوبند ملک میں نہ ہوتے تو یہ صدی نئے نئے مصنف نبوت کے دعویدار دین کا نام تک نہ چھوڑتے یہی وہ علماء حق کی جماعت ہے۔ جو صدیوں سے دین کی متحمل رہی اور ہر وہ فرقہ جس نے دین کے خلاف سر اٹھایا۔ اسکی سرکوبی کرتے رہے۔

موجودہ فضلاء مدارس عربیہ کے فرائض۔

جن حضرات نے علم و عمل کے چراغ سلف کے اسناد سے روشن کئے ہوں ان کے ذمے سلف کا دفاع بھی لازمی ہو جاتا ہے۔

اور وہ اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے اسلاف کے عمومی کردار کو ہر دور میں بے داغ اور آئندہ نسلوں کیلئے بمنزلہ چراغ ثابت کرتے چلے آئے۔ اس کے بغیر اسلام ایک مسلسل حقیقت نہیں رہتا اور نہ اسے ایک زندہ مذہب کہا جا سکتا ہے۔

جمعیت ضلع شیخوپورہ کا اجلاس

جمعیت علماء اسلام ضلع شیخوپورہ کی مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا اجلاس بتاریخ ۲۴/۳ بروز منگل ۱۰ بجے صبح بمقام مدرسہ عربیہ اسلامیہ منڈی چوہڑ کانہ میں ہو رہا ہے۔ بعد ظہر اجلاس خصوصی ہوگا۔ جس میں مولانا عبدالعلیم صاحب لائلپوری کا بیان ہوگا۔ نیز حضرت مفتی اعظم مفتی محمود سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کی آمد بھی متوقع ہے۔ لہٰذا تمام شاخوں کے نمائندگان دس بجے سے پہلے پہلے تشریف لے آویں۔ دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو دعوت نامہ نہ پہنچے تو اسی کو دعوت نامہ تصور کیا جائے۔ اس موقع پر جمعیۃ کا سہ سالہ انتخاب صوبائی نمائندوں کا چناؤ عمل میں لایا جائے گا۔ جن حضرات کی طرف سے ابھی رکن سازی کی کاپیاں واپس نہیں پہنچیں وہ براہ کرم ساتھ لیتے آویں نیز ان کی رقوم اور قیمت رکنیت فارم فی کاپی ۳۰۰ روپے بھی ضرور لیتے آویں۔ مزید تاکید ہے۔ محمد یعقوب ربانی

نئی تہذیب کے تقاضے

تقاضے کچھ نئی تہذیب کے ہیں مناظر ادب کی تقریب کے ہیں

الٰہی! دیکھ کیا کیا ہو رہا ہے کہ ریّات انساں لٹ رہا ہے
مآثر قوم کی تخریب کے ہیں

سینما گھر، ورائٹی شو کلب ہیں ترقی کی منازل بھی عجب ہیں
مراکز ہر طرف ترغیب کے ہیں

یہ عریانی، یہ فیشن اوج پر ہے بہو، بیٹی پہ لوگوں کی نظر ہے
خدایا یہ نشاں تعذیب کے ہیں

ثقافت پر بڑے احسان ہیں یہ ترقی یافتہ انسان ہیں یہ
جو دعویدار اب تقلیب کے ہیں

جہاں کروٹ بدلتا جا رہا ہے دلوں سے دین نکلتا جا رہا ہے
اور ارماں دین کی ترتیب کے ہیں

بلائے غرب ہے مشرق پہ بھاری مسلمان صید ہے کافر شکاری
یہ سیمینار کس تہذیب کے ہیں

ترے عالم میں کیا کیا ہو رہا ہے ہے کیا، مستقبل انسان کیا ہے
کہ جب یہ حوصلے تثویب کے ہیں

وہ کہتے ہیں کہ کچھ اسلام بدلو وضع بدلو، رسوم و نام بدلو
بڑے دعوے انہیں تصویب کے ہیں

سوئے منزل رواں کچھ کارواں ہیں کئی خفتہ بھی زیرِ آسماں ہیں
عزائم پھر نئی تنقیب کے ہیں

ہوس پرورنگاہِ آرزو ہے تجھے منذر یہ کیسی جستجو ہے
یہ تیور کس لئے تادیب کے ہیں

محمد عبداللطیف المنذر فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال